اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

THE ALFAZL QADIAN

# اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۳۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

| نمبر ۸۶ | مورخہ یکم مئی ۱۹۲۸ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵ |
|---|---|---|---|---|




## بٹالہ قادیان بوٹاری ریلوے لائن

یہ خبر خوشی کے ساتھ پڑھی جائیگی۔ کہ بٹالہ بوٹاری ریلوے لائن کی داغ بیل قادیان کے قریب لگنی شروع ہو گئی ہے۔ اس داغ بیل سے پتہ چلتا ہے کہ ریلوے لائن قادیان کے شمال کی طرف سے ہوتی ہوئی موضع احمد آباد (نزد کوٹھی نواب محمد علی خانصاحب) کے اوپر سے گھوم کر جنوب مشرق کی طرف کو آئیگی اور سٹیشن سڑک کھارا پاس (محلہ جات دار الفضل شرقی و دار البرکات کے نزدیک) قادیان کے شمال مشرق میں بنیگا۔ سٹیشن کی یہ جائے وقوع مسافروں کیلئے باموقعہ اور آرام دہ ہونے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف کے عین مطابق ہے جس میں حضور علیہ السلام نے قادیان کی آبادی کو شمال مشرق کی طرف پھیلے ہوئے دیکھا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ریل کی آمد کو قادیان کیلئے اور نیز جماعت احمدیہ کیلئے ہر رنگ میں مفید اور بابرکت بنائے ۞

## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب۔ اور مولوی علی محمد صاحب جماعت احمدیہ لائل پور کے جلسہ پر تشریف لے گئے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب کراچی سے اور مولوی عبدالرحیم صاحب لکھنؤ سے واپس آگئے ہیں۔

مبلغین کلاس کا فائنل امتحان ۲۵ اپریل ۱۹۲۸ء کو ختم ہوا۔ مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل فسٹ اور مولوی علی محمد صاحب مولوی فاضل سیکنڈ رہے۔ کل نمبر ۲۱۰ تھے۔ جن میں سے فسٹ نے ۱۳۰ اور سیکنڈ نے ۱۱۲ حاصل کئے ۞

# لکھنؤ میں احمدی مبلغ کا شاندار استقبال
## اور
## پر اثر لیکچر!

۲۵ اپریل۔ مولوی محمد عثمان صاحب لکھنؤ سے حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں۔

اتوار گذشتہ کو لکھنؤ کے سرکردہ مسلمانوں نے چار باغ ریلوے سٹیشن پر مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کا شاندار استقبال کیا۔ سناتن دھرم کانفرنس میں محاسن اسلام پر تقریر کرنے کے بعد آپ نے ممتاز یتیم خانہ میں میجک لینٹرن کے ذریعہ تقریر کی۔ اسلام کا آغاز۔ اس کی اشاعت اور موجودہ زمانہ میں اس کے دوبارہ زندہ ہونے کے مناظر بذریعہ تصاویر دکھائے۔ تقریر پونے دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ حاضرین وجد کی حالت میں تھے۔

سید جالب صاحب، ایڈیٹر ہمدم، حکیم وزیر علی صاحب آسان خان بہادر شیخ نصر اللہ خاں صاحب، اور خان بہادر سید حسین صاحب نے جلسہ کیلئے لوگوں کو دعوت دی۔

# احمدی مبلغین کی تبلیغی کوششیں

(۱)

عبدالحمید صاحب نئی دہلی سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ گھر ونڈہ (کرنال) میں آریوں نے اپنے جلسہ میں اسلام کے خلاف بہت زہر اگلا۔ مسلمانوں کی خواہش پر میں اور مولوی عمر الدین صاحب وہاں پہنچے۔ اور مختلف تقریروں میں آریوں کے اعتراضات کا جواب دینے کے علاوہ محاسن اسلام اور اتحاد بین المسلمین اور چھوت چھات کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی۔ لوگوں نے تقریریں دلچسپی سے سنیں۔ اور ان پر عمل کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

مولوی محمد حسین صاحب انچارج حلقہ فرخ آباد سے لکھتے ہیں۔ آریوں کی تحریک پر ایک اشدھ شدہ نے موضع بنیاڈارہ ضلع ایٹہ کی مسجد کے کواڑ ہولی کے موقع پر جلانے کے لئے اتار لئے۔ مگر وہ گرفتار ہو گیا۔ اور اب عدالت سے اس کو پندرہ ماہ قید کی سزا ہوئی ہے۔ یہ شخص اور اس کے ساتھی آریوں سے پندرہ سو روپیہ لینے کے اقرار پر اشدھ ہوئے تھے۔ مگر آریہ انہیں اشدھ کرنے کے بعد ٹالتے رہے۔ اب پندرہ سو روپیہ کی بجائے اسے پندرہ ماہ کی سزا نصیب ہوئی ہے۔

موضع احمد پور کا ایک خاندان جو آٹھ کس افراد پر مشتمل ہے۔ دو سال ہوئے اشدھ ہو گیا تھا۔ اب دوبارہ مسلمان ہو گیا ہے۔ موضع تلسی پور کے تین گھرانوں کو بنیوں نے قرض معاف کر کے جس کے نیچے وہ بری طرح دبے ہوئے تھے۔ اشدھ کر لیا ہے۔ آریوں نے اس علاقہ میں پھر والنٹیر زیادہ کر دئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو ہر طرح گمراہ کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

مولوی عبدالغنی صاحب عارف امیر تبلیغ سانڈھن نے مین پوری جا کر آریوں کے جلسہ میں تقریر کی۔ اور مولوی حکیم سجاد حسین صاحب لکھنوی نے مسلمانوں کو اپنا جلسہ کرنے پر آمادہ کیا۔ جس میں مولوی صاحب نے دو گھنٹہ تقریر کرتے ہوئے آریوں کے اعتراضات کے جواب دئے۔ حکیم صاحب موصوف نے جلسہ کرنے میں بہت امداد کی جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

مینجر صاحب احمدیہ سکول کاٹھ گڑھ لکھتے ہیں۔ کہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مارچ کے آخر میں یہاں تشریف لائے اور میجک لینٹرن کے ذریعہ دو کامیاب لیکچر دئے۔ جنکو لوگوں نے بہت دلچسپی سے سنا۔

چوہدری محمد حسین صاحب سکرٹری تبلیغ چک ۳۱۲ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مولوی عبدالغفور صاحب نے یکم اپریل کو فضیلت نماز پر ایک دلچسپ تقریر کی۔ جسے لوگوں نے بہت توجہ سے سنا۔ اگلے دن اہالیان موضع تلونڈی کی خواہش پر مولوی صاحب نے ان کے ہاں تقریر کی۔ اور تین اپریل کو آپ نے موضع کاہلواں میں صداقت مسیح موعودؑ پر تقریر کی۔ جو توجہ سے سنی گئی۔ پانچ تاریخ کو چک ۳۰ کے مڈل سکول میں ہیڈ ماسٹر صاحب کی خواہش پر سکول کے طلباء اور اساتذہ کے سامنے تقریر کی۔ اور بتایا کہ انسان کی دنیا میں آنے کی کیا غرض ہے۔ اور نیز حضرت مسیح موعودؑ کی طرف بھی توجہ دلائی۔ لیکچر کے اختتام پر ہیڈ ماسٹر صاحب نے اظہار خوشنودی فرمایا اور حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔

# اخبار احمدیہ

## احمدیان ضلع ملتان و مظفر گڈھ کے لئے اعلان

میں ضلع ملتان اور ضلع مظفر گڈھ کے تبلیغی دورے کیلئے ملتان پہونچ گیا ہوں۔ ان اضلاع میں جہاں جہاں انجمنیں ہیں۔ ان کے سکرٹری صاحبان اور جہاں جہاں انجمنیں نہیں ہیں۔ وہاں کے احمدی حضرات مجھکو اپنے مقامات اور پتوں سے آگاہ کریں۔ تاکہ میں اپنے پروگرام میں ان کے اسماء درج کر لوں اور دورے کے وقت آسانی رہے۔ اس اطلاع کے بعد جو صاحب یا جو انجمن مجھکو اپنے پتہ سے آگاہ نہیں کرینگے۔ میں ان کے متعلق یہ خیال کرونگا۔ کہ ان کو مبلغ کی ضرورت نہیں۔ اور وہ مبلغ بلانا نہیں چاہتے۔ لہذا ہر ایک انجمن اور احمدی ان اضلاع کا اپنے اپنے پتوں سے فوراً مجھکو آگاہ کریں۔ مشکور ہونگا۔ والسلام

شیخ محمود احمد مصری معرفت شیخ فضل الرحمن صاحب اختر جنرل سیکرٹری ملتان چھاؤنی

## ضروری اعلان

۳۰ مارچ کے الفضل میں خان کابلی کی طرف سے سرائے نورنگ میں درس قرآن دینے اور اخبار ۱۰ اپریل میں بنوں کے آریوں سے گفتگو کرنے کا جو ذکر چھپا ہے۔ یہ درست نہیں۔ خان کابلی کا اصل نام حبیب الرحمن ہے۔ میں احمدی جماعتوں کو مطلع کرتا ہوں کہ اس کے کسی قسم کے دھوکے میں نہ آئیں۔

(صاحبزادہ) محمد طیب سکرٹری تبلیغ سرائے نورنگ

## تصحیح

۲۴ اپریل کے الفضل میں غلطی سے چوہدری کریم بخش صاحب ساکن بھاگو کوٹھی کا نام وفات یافتگان کی فہرست میں شائع ہو گیا ہے۔ چوہدری صاحب خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ ان کی لڑکی فوت ہوئی ہے۔

## استفسار

ناسخ التواریخ اور طبقات ابن سعد کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اور کیا کیا قیمت ہے۔

امام الدین ساکن جبو کی

## مفت چہ گفت

احیات ناصر کی سو جلدوں کے مفت تقسیم کرنے کے اعلان پر پچاس کا پیاں تقسیم ہو چکی ہیں۔ اور اب صرف پچاس کاپیاں باقی ہیں۔ جو احباب خرید نہیں سکتے۔ وہ جلد درخواست کر کے منگوالیں۔ درخواست کے ساتھ ایک آنہ کا ٹکٹ محصول کے لئے آنا چاہئیے۔ ورنہ جس درخواست کے ساتھ ٹکٹ نہ ہوگا۔ اسے بیرنگ بھیجی جاویگی۔

عرفانی ایڈیٹر الحکم و امداد باہمی قادیان

## دعا درخواست

خاکسار کے دائیں بازو کے اعصاب عرصہ تین یوم سے کمزور ہو گئے ہیں جس سے لکھائی کا کام نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی ڈاکٹر صاحب اس ہاتھ سے کسی کام کے کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ امتحان میں صرف دو ہفتہ باقی ہیں احباب کرام درد دل سے دعا صحت فرمائیں۔

خاکسار شیخ خادم حسین کمرشل کلاس ملتان کالج

۲۔ میرے لڑکے چوہدری حمید اللہ بطٹ متعلم مشن کالج لاہور نے امسال بی۔ اے کا امتحان دینا ہے۔ کل احباب صدق دل سے اس کی کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ عنایت اللہ پٹواری نہر

۳۔ مولوی سید احمد صاحب دکیل رام پور کے صاحبزادہ جس کی صحت یابی کے لئے ایک گذشتہ پرچہ میں بھی دعا کی درخواست درج کی گئی ہے۔ تاحال صحت یاب نہیں ہوا۔ مولوی صاحب کو اس کے متعلق بہت تشویش ہے۔ احباب اس بچہ کی صحت کیلئے درد دل سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۶ | قادیان دارالامان مورخہ یکم مئی ۱۹۲۸ء | جلد ۱۵

# ۲۰ جون کی بجائے ۱۷ جون کو جلسے ہونگے

دہلی کے اخبار "منادی" نے ہماری توجہ اس طرف دلائی ہے کہ ۲۰ جون کو چونکہ محرم کی یکم تاریخ ہوگی۔ اور "محرم میں شیعہ حضرات اور سنی محبان اہل بیت سادات بنی فاطمہ کی مظلومیت پر نوحہ خواں ہوتے ہیں۔" اس لئے یہ تاریخ ایسے جلسوں کے لئے موزوں نہیں ہے جن کی تحریک "قادیان کے شعبہ تبلیغ کی طرف سے" کی جا رہی ہے۔

اگرچہ شیعہ اصحاب میں سے کسی نے یہ سوال نہیں اٹھایا۔ اور بہت سے معزز شیعہ حضرات نہایت قابل تعریف سرگرمی اور کوشش سے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں حصہ لے رہے ہیں۔ تاہم ممکن ہے کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ اس لئے ہم اس کے ازالہ کی کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

چونکہ ان جلسوں سے ہماری غرض یہ ہے۔ کہ سارے ہندوستان میں بیک وقت تمام فرقوں کے مسلمانوں کی طرف سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن پر پوری تیاری کے ساتھ لیکچر دینے کا ایسا متفقہ اور متحدہ انتظام ہو۔ جو کہ غیر مسلم لوگوں کے لئے موثر اور جاذب نظر ہو سکے۔ اس لئے ہمیں قطعاً گوارا نہیں۔ اگر کوئی اسلامی فرقہ اپنی کسی مقررہ مذہبی تقریب کی وجہ سے ایسے جلسوں میں شرکت سے معذور ہو جائے۔ پس ہم شیعہ اصحاب کے جذبات اور احساسات کا پورا پورا احترام کرتے ہوئے بڑی خوشی سے ۲۰ جون کی تاریخ کی تبدیلی کا اعلان کرتے ہیں۔ اور اس کی بجائے **۱۷ جون** قرار دیتے ہیں چونکہ اس دن اتوار ہوگا۔ اور یہ تمام ہندوستان میں چھٹی کا دن ہے اس لئے امید ہے۔ کہ کاروباری اصحاب کے علاوہ ملازمت پیشہ افراد بھی باآسانی اس بابرکت جلسہ کو کامیاب اور پُر رونق بنانے کے لئے فرصت نکال سکیں گے۔ نیز غیر مسلم اصحاب بھی بسہولت اور بہ تعداد کثیر ان جلسوں میں شرکت کا موقعہ پا سکیں گے۔

۲۰ جون کا دن جس وقت تجویز کیا گیا تھا اس وقت اس کے متعلق یہ مصلحت مدنظر تھی۔ کہ اس دن راجپال کی ناپاک کتاب جو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف نہایت گندے الفاظ میں لکھی گئی تھی۔ اس کے مقدمہ میں جہاں راجپال کو پنجاب ہائیکورٹ کے جج جسٹس دلیپ سنگھ نے بالکل بری کر دیا تھا۔ وہاں اسی ہائیکورٹ نے راجپال کی بریت کے خلاف آواز اٹھانے اور جج کے فیصلہ پر جرح کرنے کی وجہ سے مسلم آؤٹ لک کے ایڈیٹر اور پرنٹر کو اسلامیان قید اور سزائے جرمانہ دی تھی۔ اور پھر ۲۲ جولائی کو ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک جلسے منعقد کر کے بے نظیر آئینی مظاہرہ کرتے ہوئے ایڈیٹر و پرنٹر مسلم آؤٹ لک کی رہائی کا جو مطالبہ کیا گیا تھا۔ اسے رد کر دیا گیا تھا۔

ان حالات اور واقعات کے رو سے چونکہ ۲۰ جون کے دن کو خاص شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ اور اس سے لوگوں کے ذہن فوراً اس اہم مگر مسلمانوں کے لئے نہایت دردناک واقعہ کی طرف منتقل ہو سکتے تھے۔ اس لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس دن جلسے کرنا پسند فرمایا۔ مگر اس کے ساتھ ہی حضور نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک سیرت اور آپؐ کی بے نظیر خوبیوں کے بیان کرنے کے متعلق ایسے لیکچروں کا انتظام تو ہر سال ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہ ۲۰ جون کی تاریخ ہمیشہ کے لئے ایسے جلسوں کے لئے مقرر نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ بدلتے رہنا چاہیئے تاکہ ایک رسم کا رنگ اختیار کر کے اصل حقیقت پر پردہ نہ ڈال دے۔

پس ۲۰ جون کی تاریخ جو تجویز کی گئی تھی۔ اور اس واقعہ کی مناسبت سے تجویز کی گئی تھی۔ جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور وہ بھی عارضی طور پر۔ لیکن اب چونکہ کہا گیا ہے۔ گو شیعہ اصحاب کی طرف سے نہیں۔ کہ یہ تاریخ شیعوں کے نقطہ خیال سے موزوں نہ ہوگی اس لئے اس تاریخ کو بدل دیا گیا ہے۔ اور محرم کے شروع ہونے سے قبل کی ایک تاریخ رکھ دی گئی ہے۔

معاصر "منادی" نے ایک اور بات یہ لکھی ہے۔ کہ "سیرت رسول کے بیان کرنے کے لئے ربیع الاول کی مجالس میلاد سے فائدہ نہ اٹھانا نہایت افسوسناک ہے۔" مگر معاصر موصوف کو یہ خیال مجوزہ جلسوں کی اصل غرض و غایت کے متعلق غور نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ان جلسوں کے انعقاد کی غرض یہ ہے۔ کہ غیر مسلم لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور آپؐ کی خوبیوں سے جو لاعلمی ہے۔ اور جس کی وجہ سے وہ آپؐ کی شان اقدس کے خلاف نہایت ناروا اور نہایت ہی رنجیدہ تحریریں شائع کرنے اور بے حد دلآزار تقریریں کرنے کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں اسے دور کیا جائے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ "مجالس میلاد" اس وقت تک جس رنگ میں منعقد کی جاتی ہیں۔ ان میں غیر مسلموں کا شریک ہونا مشکل ہے۔ پھر ان مجالس کے لئے جو رسوم اور آداب مروج ہیں۔ ان کی پابندی کرنے کے لئے غیر مذاہب کے لوگوں کو آمادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور ان حالات میں ان لوگوں کا "مجالس میلاد" میں شریک ہونا قریباً محال ہے۔ اگر مسلمان ان مجالس کو ایسا رنگ دے سکیں۔ کہ غیر مسلم بھی ان میں شریک ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن سن سکیں۔ اور ان مجالس میں ایسے لیکچروں کا انتظام کیا جا سکے۔ جن سے غیر مذاہب کے لوگوں کے دلوں پر ختم المرسلین کی بلند و بالا شان کا نقش جم سکے۔ تو انہی مجالس سے یہ کام لیا جا سکتا تھا۔ مگر اس کے لئے ابھی مجالس میلاد منعقد کرنے والوں کو توجہ دلانے کی بہت ضرورت ہے۔ چونکہ فی الحال غیر مسلم لوگوں کا ان مجالس میں شرکت اختیار کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے یہی صورت مناسب ہے۔ کہ عام جلسہ منعقد کر کے اور پوری تیاری کے ساتھ صحیح اور درست واقعات کی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن بیان کئے جائیں۔ تاکہ غیر مسلم لوگ سن سکیں مجوزہ جلسہ کی غرض محض یہی ہے۔ اور کسی مسلمان کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہونے کا مدعی اور آپؐ کی ذات والا صفات سے محبت و الفت رکھنے کا دعویدار ہے۔ اس کام میں حصہ لینے اور ہر ممکن امداد دینے سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

---

## قریبی رشتوں میں شادی

اخبار ملاپ (۲۰ اپریل) لکھتا ہے:۔

"پشاور میں حال ہی میں ایک ایسی شادی ہوئی ہے۔ جو ہندوستان بھر میں اپنی واحد نظیر ہے۔ اس سے قبل کسی بھی زمانہ میں ہندوؤں میں اس کی مثال چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملیگی گھر گھر میں اس کا چرچا ہو رہا ہے۔ واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں "پشاور کے ایک کپور (۲½ گھر) گھرانے کی لڑکی کی شادی لاہور کے ایک معزز کپور (۲½ گھر) گھرانے کے لڑکے سے ہوئی ہے۔ ہم ذات ہونے کے سوائے یہ آپس میں خالہ زاد بہن اور بھائی بھی ہیں۔"

معلوم ہوتا ہے۔ حالات اور تغیرات زمانہ سے مجبور ہو کر ہندو جس طرح دوسری مذہبی قیود کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔ اسی طرح قریبی رشتہ داروں میں شادی کی بندش کو بھی توڑ دینا چاہتے ہیں اسے بے شک شاستر ورودھ کارروائی تو کہا جا سکتا ہے۔ لیکن عقل ورودھ نہیں کہا جا سکتا۔ قریبی رشتہ داروں میں شادی بعض

ایسے فوائد رکھتی ہے۔ جو دوسری جگہ حاصل نہیں ہو سکتے۔ لڑکا لڑکی ایک دوسرے کے عادات و خصائل کی نسبت بہت کچھ صحیح واقفیت رکھتے ہیں۔ پھر مشترکہ طور پر اپنی خاندانی عزت اور وقار کو قائم رکھنے کے لئے عمدگی سے گذارہ کر سکتے ہیں علاوہ ازیں خاندانی خصوصیات بھی محفوظ رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے ایسی شادیوں کی اجازت دی ہے۔ اور قدیمی ہندوؤں میں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں ✣

## دھرم شاستر بدلنے کی ضرورت

ہندو اپنی مذہبی پابندیوں سے جس طرح آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کی ایک مثال اوپر بیان کی جا چکی ہے اب ہندوؤں کے بہت مشہور لیڈر بھائی پرمانند جی کا بیان ملاحظہ ہو۔ جو انہوں نے سمرتی اور دھرم شاستا بدی آریہ سماج راولپنڈی کے جلسہ میں بحیثیت صدر پیش کیا۔ اور جو ۱۵ اپریل کے ملاپ نے شائع کیا ہے۔

بھائی جی نے فرمایا:۔

”جتنے دھرم شاستر ہیں۔ وہ سب مختلف زمانوں میں وقت کی ضروریات کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ [illegible] شاستر کے قواعد بدلتے رہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں قوم کی حفاظت اور ترقی ہی ان کی اصلی غرض ہے۔ دھرم وہ ہے۔ جس سے قوم کی رکھشا ہوتی ہے جس رسم و رواج سے قوم کو نقصان ہوا ہے۔ اسے ہم دھرم کیسے کہہ سکتے ہیں“

اس قسم کی تحریکیں اور ہندوؤں کا عمل صاف طور پر ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ ہندو دھرم کو اپنی رسوم کے ساتھ اپنے لئے مفید نہیں۔ بلکہ نقصان رساں سمجھتے ہیں۔ اور اس میں قطع برید کرنے کے لئے سرگرم کوشش کر رہے ہیں۔ ایسے موقعہ پر اگر ہندوؤں کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے عمدگی کے ساتھ آگاہ کیا جائے۔ اور اسلام کی خوبیاں ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو کوئی عجب نہیں۔ ان میں سے حق پسند لوگ اسلام کی قبولیت کا فخر حاصل کریں ✣

## ہندو اپنی مضبوطی کیلئے کیا کر رہے ہیں

ہندو ایک طرف تو بیواؤں کی شادی کرنے اور اداتی اقوام کو اپنے اندر شامل کرنے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اگر ہندو دھرم ان کی اجازت نہیں دیتا۔ تو نہ دے۔ اپنی قوم کی حفاظت اور مضبوطی کے مقابلہ میں اس کی پرواہ ہی نہ کرنی چاہیئے۔

اور دوسری طرف ہندو ازم کو اس قدر وسعت دے رہے ہیں۔ کہ بالفاظ بھائی پرمانند جی ”ہندو وہ ہے۔ جو اپنے آپ کو ہندو کہتا اور مانتا ہے“

مطلب یہ ہے۔ کہ جو بھی اپنے آپ کو ہندو کہتا ہے۔ اسے سب ہندوؤں کو اپنے مساوی سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کے فوائد کو اپنے فوائد قرار دینا چاہیئے ✣

اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ مسلمان کہلانے والے اور اسلام کی محبت کا دعویٰ کرنے والے اپنے دنیوی مفاد کیلئے بھی متحد ہونا گوارا نہیں کرتے۔ اگرچہ اب اس قسم کے لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ جو مذہبی اختلاف اور خیالات کو مشترکہ قومی فوائد اور اغراض میں شرکت سے باز رکھنے کا موجب نہیں سمجھتے اور ایسے کاموں میں متحدہ کوشش کرنے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ مگر ابھی اس کے متعلق بہت کچھ سمجھانے کی ضرورت ہے۔ سمجھدار مسلمانوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے ✣

## زار کا حال زار

”اعلیٰ حضرت کو اس بات کا خیال ہی اپنے دل میں نہ لانا چاہیئے۔ کہ آپ کو تنگ دستی و فلاکت کے مصائب کبھی برداشت کرنا پڑیں گے۔ مالی حیثیت سے بذاتہ آپ خود ایک خزانہ ہیں۔ راک فیلر اور مارگن جیسے امریکہ کے کروڑپتیوں کو خریدنے کے بعد بھی اعلیٰ حضرت کے پاس اس قدر کافی دولت بچ رہے گی۔ کہ آپ بیرن راتھشیلڈ سے معاملت کی گفتگو کر سکیں“

(ہمدم ۲۱ اپریل ۱۹۲۸ء)

یہ وہ فقرات تھے۔ جو ۱۹۱۲ء میں زار روس سے اس کی مالی حالت کا ذکر کرتے ہوئے شاہی خزانچی نے کہے تھے۔ یہ تو ذاتی دولت مندی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ملک پر اسے جو رعب اور غلبہ حاصل تھا۔ وہ بھی بے نظیر تھا۔ لیکن ایسے وقت میں جبکہ زار روس کا طوطی ساری دنیا میں بول رہا تھا۔ اور کسی انسانی وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی۔ کہ ایسا پرشوکت و ہیبت انسان نہ صرف روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ایک گھونٹ کا محتاج ہو جائیگا۔ بلکہ نہایت بے بسی و بے کسی کی حالت میں نہایت ذلت کے ساتھ ہلاک کیا جائے گا ✣

مگر اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ایک جنگ عظیم کا جو نقشہ بیان فرمایا۔ اور جسے گذشتہ جنگ نے ہو بہو پورا کر دیا۔ اس میں زار روس کا ذکر اس طرح کیا

؎ زار بھی ہوگا۔ تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ زار کا وہ حال زار ہوا۔ کہ سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ✣

## خواجہ حسن نظامی صاحب کے مکان کو آگ

ہم نے یہ خبر بہت افسوس کے ساتھ سنی کہ خواجہ حسن نظامی صاحب کے مکانات واقعہ نظام الدین میں ۱۶-۱۷ اپریل کو آگ لگ گئی۔ اگرچہ چار مکان جلکر راکھ ہو گئے۔ لیکن خواجہ صاحب کا قیمتی کتب خانہ اور دیگر اسباب وغیرہ محفوظ رہا۔

ممکن ہے۔ یہ حادثہ اتفاقی ہو۔ مگر گذشتہ دنوں خواجہ صاحب پر پستول سے جو حملہ ہوا۔ اور جس میں ان کے خسر صاحب مارے گئے۔ اس سے شبہ پڑتا ہے۔ کہ جان پر حملہ کرنے کے بعد ان کے مال پر حملہ کیا گیا۔ مگر پہلے کی طرح اس موقعہ پر بھی خدا تعالیٰ نے خواجہ صاحب کو بڑی حد تک محفوظ رکھا ہم خواجہ صاحب سے اس صدمہ میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں ✣

## جینیوں کا معقول مطالبہ

فیروزپور کے ایک مشہور جینی لیڈر مسٹر دیوی سہائے صاحب نے ہندی میں ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ جینی فرقہ عام ہندوؤں سے علیحدہ ہے۔ اور جینی فرقہ کے سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے فرقہ وارانہ نیابت کا انتظام کیا جائے۔

اس ٹریکٹ میں یہ بھی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ جینی ہی قدیم ہندوستان کے باشندے ہیں۔ جن پر آریوں نے طرح طرح کے مظالم کئے۔ جینی اگر پوری ہمت اور طاقت سے کوشش کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ان کے سیاسی حقوق کے تحفظ کا انتظام نہ ہو۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ہندو ایسی ہوشیار اور چالاک قوم ہے۔ کہ وہ اپنے قبضہ سے کسی کو مشکل سے ہی نکلنے دیتی ہے۔ اس سے مخلصی پانے کے لئے خاص جدوجہد کی ضرورت ہے ✣

## بھارت ماتا

مس میو کی کتاب مدر انڈیا جس کے بعض حصص کا ترجمہ الفضل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اور جو بڑی دلچسپی سے پڑھا گیا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں کافی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ اس کا نہایت سلیس اور عمدہ مکمل اردو ترجمہ بین الاقوامی کتب خانہ چوک وزیر خان لاہور نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب خواہ کسی نیت اور ارادہ سے لکھی گئی ہو مگر اس میں شک نہیں کہ ہندوؤں کی مذہبی رسوم ان کے تمدن اور ان کی معاشرت سے آگاہی حاصل کرنے والوں کے لئے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ مبلغین اسلام کے لئے بہت سے اہم امور کے متعلق واقفیت بہم پہنچاتی ہے۔ یہ کتاب ۲۰×۲۶ کے سوا تین سو صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ اور قیمت دو روپے ہے۔ جو احباب منگانا چاہیں۔ مندرجہ بالا پتہ سے منگا سکتے ہیں

# خانصاحب منشی فرزند علی صاحب کی خدمت میں طلبائے مدرسہ احمدیہ کا ایڈریس

## خانصاحب کا جواب اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

احباب کرام کو اساتذہ اور طلباء مدرسہ احمدیہ کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ ان کے ذریعہ اپنے ایک محترم مبلغ خانصاحب منشی فرزند علی صاحب کے دلی جذبات اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات عالیہ سے مستفیض ہونے کا موقع حاصل ہوا۔ ۲۱ اپریل بعد نماز عصر طلباء مدرسہ احمدیہ نے خانصاحب موصوف کے ولایت تشریف لے جانے کی تقریب پر ان کے اعزاز میں دعوت چائے دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ جس میں ان کے اخلاص اور ان کی دینی خدمات کا ذکر تھا۔ اس کے جواب میں خاں صاحب نے رقت آمیز تقریر کی۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تقریر فرمائی۔ خاں صاحب نے فرمایا

### خاں صاحب کی تقریر

حضرت امیر المومنین و احباب کرام۔ میرا دل اس وقت جذبات تشکر اور امتنان سے لبریز ہے۔ میں خدا تعالےٰ کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ کہ اس نے ایک لمبے زمانہ ملازمت میں ہمیشہ اپنی تائید سے میری نصرت فرمائی۔ میں اپنی ملازمت کے زمانہ دراز میں اکثر مخالفوں کا تختہ مشق بنا رہا۔ مگر ہر موقعہ پر جب کوئی تحقیقات کی گئی۔ تو ہر معاملہ جس میں مجھ پر کسی قسم کا الزام لگایا گیا تھا۔ غلط ثابت ہوا۔ اور بجائے اس کے کہ ان الزامات سے میری عزت میں کوئی فرق آتا۔ اس کے برعکس ہر موقعہ پر میری

**عزت افزائی**

ہوئی۔ میں اپنی طرف سے ہمیشہ کوشش کرتا رہا۔ کہ اپنے فرائض منصبی کما حقہ ادا کروں۔ افسروں کی اطاعت کروں اور جہاں تک ہو سکتا تھا۔ دین اسلام کی خدمت کرنے کی بھی کوشش کرتا رہتا تھا۔ وہ تمام شکایات اور سارے فتنے جو میرے خلاف اٹھتے تھے۔ کسی نہ کسی

**نفس کی کمی اور کمزوری**

کی اصلاح کے لئے اٹھتے تھے۔ مگر خدائے قدوس کی ستاری تھی۔ کہ وہ اس اصل کمزوری کی اصلاح کی طرف تو متوجہ کر دیتا۔ مگر میری پردہ پوشی بھی کرتا۔ اور جھوٹے الزامات کے نیچے لا کر اور مظلومیت کی صورت بنا کر افسروں کی ہمدردی کا مجھے جاذب بنا دیتا۔ اس قدر میری ذات پر حملے ہوئے۔ کہ میں نہیں سمجھتا۔ اس محکمہ میں میرے کسی اور ہمعصر کی ایسی مثال پائی جاتی ہو۔ مگر ہر موقعہ پر خدا تعالےٰ میری مدد فرماتا رہا۔ اور میں اس تمام عزت افزائی اور پردہ پوشی کو خدا تعالےٰ کا

**خاص فضل اور انعام**

سمجھتا ہوں۔ ان حالات سے گزرتا ہوا عزت آبرو کے ساتھ اس محکمہ سے چلا آنا میرے لئے کم خوشی کا باعث نہ تھا۔ مگر اس پر اس طرح اضافہ ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مجھے انگلستان جا کر خدمت دین بجا لانے کا موقعہ عطا فرمایا۔ میرے نزدیک ان تمام عزتوں سے جو آج تک مجھے حاصل ہوئی ہیں۔ یہ

**سب سے بڑھی ہوئی عزت**

ہے۔ جو مجھ ناچیز کو عطا کی گئی ہے۔ میں اپنی ذات کے لحاظ سے (رقت کی وجہ سے آواز بند ہو گئی) اپنے اندر کوئی خوبی اور کوئی اہلیت نہیں پاتا۔ میرا طریق نہیں کہ میں ان باتوں کے متعلق کسر نفسی کروں۔ جن کے متعلق میرے دل میں یقین ہو کہ ان کے کرنے پر قادر ہوں۔ مگر میں یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس

**عظیم الشان خدمت**

کے لئے جو میرے سپرد کی گئی ہے۔ جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں پاتا۔ تو میں سچے دل سے یہی سمجھتا ہوں۔ مگر میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں۔ کہ جس طرح خدا تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعاؤں سے ہر قسم کے دشمنوں کے مقابلہ میں میری عزت افزائی کی۔ اور خدا تعالےٰ نے میری تائید کی۔ اسی طرح اگر حضور اب بھی (رقت کی وجہ سے سلسلہ تقریر رک گیا) اپنی دعاؤں سے مدد فرماتے رہیں گے۔ تو میں اپنی طرف سے جتنی کوشش ممکن ہے کروں گا۔ اور حضور کے احکام کو بجا لاتے ہوئے حضور کے ارشادات کو ہر طرح پورا کرنے اور جس جس کام کو کرنے کی اپنے اندر اہلیت پاؤں گا۔ اسے اپنے تمام مقدور سے کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے حسب ذیل تقریر فرمائی

### حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

ایڈریسوں کا دیا جانا تو ایک رسم ہے۔ جو اس وقت ملک میں جاری ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ ہماری جماعت کے ایڈریس اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتے ہیں۔ وہ خالی رسم و رواج کے ماتحت نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ دنیا میں ایڈریس جن امور پر دئے جاتے ہیں۔ وہ ہوتے ہیں۔ جو دنیوی لوگوں کی نگاہ میں عظیم الشان امر ہوتے ہیں۔ اور دنیوی حالات کے لحاظ سے وہ مواقع خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہمارے تمام کام دنیوی لحاظ سے اتنے کمزور اور ماتنے حقیر نظر آنے والے ہوتے ہیں۔ کہ ان پر کسی قسم کی خوشی

**ظاہری اسباب**

کے لحاظ سے ناممکن نظر آتی ہے۔ پس ہمارے ایڈریسوں میں یا خوشی کی ان مجالس میں جو کسی مبلغ کے آنے یا جانے کے موقعہ پر منعقد کی جاتی ہیں۔ جو چیز اصل محرک ہوتی ہے۔ وہ وہی امید ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں پیدا کر دیا ہے۔ ہم اس وقت اس حالت کو نہیں دیکھتے جس میں سے گذر رہے ہوتے ہیں۔ بلکہ اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے وہ نظارہ ہوتا ہے۔ جو

**ایمان کی آنکھ**

سے نظر آتا ہے۔ اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے جسمانی آنکھیں معذور ہوتی ہیں۔ مگر روحانی آنکھوں سے وہ دور مستقبل دکھائی دے رہا ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے کسی مبلغ کی حرکت مقام میں اس کی حرکت اور مقام نظر نہیں آتا۔ بلکہ دنیا کی حرکت اور دنیا کا مقام نظر آتا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ اور خوب طرح جانتے ہیں۔ کہ ہماری کوششیں اور ہماری تدابیر حقیر ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ ان کے

**عظیم الشان نتائج**

نکالنے کا خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ جب وہ نتائج نکلیں گے تو یہی تدابیر جو اس وقت حقیر نظر آتی ہے۔ دنیا کی نظر میں بڑی دکھائی دیں گی۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فتوحات

**اسلامی تاریخ**

میں جو عظمت رکھتی تھیں۔ اور دنیا پر جو اثر ڈال رہی تھیں وہ جرمنی کی گذشتہ عظیم الشان جنگ سے بھی بڑھ کر

ایمانی لحاظ سے ہی نہیں بلکہ دنیا میں تغیرات پیدا کرنے کے لحاظ سے بھی بہت بڑا اثر ڈالنے والی تھیں۔ گذشتہ جنگ عظیم نے دنیا میں کیا تغیر کیا۔ بے شک کچھ ملکوں کے نقشے بدل گئے۔ بعض علاقے ایک سلطنت کے قبضہ سے نکل کر دوسری کے قبضہ میں چلے گئے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی جنگوں نے دنیا پر جو اثر کیا۔ اس کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں۔ اُس وقت دنیا

## شرک اور بت پرستی

میں ڈوبی ہوئی تھی۔ علوم کی طرف کوئی توجہ نہ تھی۔ حریت و آزادی کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ عورت مرد کے حقوق کا کسی کو خیال نہ تھا ظلم۔ غلامی اور قیود رسوم کی یا جہالت کی یا تمدن کی پائی جاتی تھیں۔ مگر ان چھوٹی چھوٹی جنگوں کے ذریعہ جن میں تین سو یا ہزار تک سپاہی لڑنے والے ہوتے تھے۔ اور یہ اتنے تھوڑے تھے۔ کہ گذشتہ جنگ میں اتنی تعداد کی لڑائی کی خبر بھی نہ دی جاتی ہوگی۔ کیونکہ دو کروڑ کے قریب لڑنے والے جنگ میں مشغول تھے۔ اور ایسی لڑائیوں کی خبریں شائع کی جاتی تھیں۔ جن میں ہزاروں لڑنے والے ہوتے تھے۔ دنیا میں جو تغیر ہوا تھا۔ وہ اس بڑی جنگ سے نہیں ہوا۔

## رسول کریمؐ کے وقت کی لڑائیاں

جنگ کے لحاظ سے ایسی ہی تھیں۔ جیسے کسی محلہ یا گاؤں کے لوگوں کی لڑائیاں ہوتی ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ میلوں میں جب کبھی لڑائی ہوتی ہے۔ تو ان جنگوں سے زیادہ تعداد میں لڑنے والے ان لڑائیوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ مگر نتائج کے لحاظ سے وہ جنگیں بہت بڑی حیثیت رکھتی تھیں۔ اور یہ بات مسلمانوں کے قلوب ہی محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ کفار بھی محسوس کرتے رہے۔ اور اب بھی محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح اس وقت ہمارے مبلغ جو کام کرتے ہیں۔ دنیا کے لحاظ سے وہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ان کے پاس نہ اسباب ہیں۔ اور نہ مال۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ ہر ایک مبلغ جو کام کے لئے نکلتا ہے۔ وہ ایک

## نئی سلطنت کی بنیاد

ڈالتا ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا۔ کہ نئی دنیا کی تعمیر میں حصہ لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کشف ہے آپنے

## نئی زمین اور نیا آسمان

پیدا کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ہم سے نئے ملکوں کا ہی وعدہ نہیں فرمایا۔ بلکہ نئی دنیا بنانے یعنی موجودہ دنیا کو بدل دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ پھر نئی دنیا کا ہی وعدہ نہیں فرمایا۔ بلکہ نیا آسمان بنانے کا بھی وعدہ فرمایا ہے اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ شریعت بدل دی جائیگی۔ شریعت

اب مکمل ہو چکی ہے اس لئے یقیناً اس کے اور معنے ہیں۔ اور وہ آسمان جس کا ذکر ہے۔ وہ یہی ہے۔ جو اس زمین پر ہے۔ اور اس الہام کا یہ مطلب ہے۔ کہ

## حاکم اور محکوم

دونوں میں تغیر کر دیا جائے گا۔ اور اس طرح نیا آسمان اور نئی زمین ہو جائے گی۔ دنیا میں کئی تغیرات ہوتے ہیں۔ جو صرف حاکموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح کئی تغیرات ہوتے ہیں۔ جو صرف محکوموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ جتنے حکومت کرنے والے طبقے ہیں۔ اور جتنے محکوم طبقے ہیں سب میں تغیر پیدا کر دیا جائیگا۔ اس ظاہری آسمان اور زمین میں تغیر تو نظر آہی رہا ہے۔ مگر ہمیں جو نیا آسمان اور نئی زمین بنانی ہے۔ وہ دینی لحاظ سے بھی ہے۔ یعنی

## دینی تغیرات

بھی ہونگے۔ پس ہمارے مبلغوں کا تبلیغ کے لئے جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلکہ ایسی حرکت ہے۔ جیسی زلزلہ کے وقت ابتدا میں ذرا سی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ زلزلہ کی پہلی حرکت بہت خفیف ہوتی ہے۔ مگر بڑھتے بڑھتے اتنی پرزور ہو جاتی ہے۔ کہ زمین ہل جاتی ہے۔ اور شہروں کے شہر گر جاتے ہیں۔

اس لحاظ سے ہم

## مبلغین کے جانے اور آنے پر

خوشی بھی کرتے ہیں۔ اور جو روکیں ان کے رستہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان سے رنج بھی پہنچتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم اس خوشی میں کس حد تک حصہ دار ہیں۔ میرے نزدیک اگر کوئی سمندر میں عمدگی سے تیر رہا ہو۔ تو ہمیں کنارے پر بیٹھے اس کی تعریف کرنے پر مزا تو آتا ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا۔ یہ

## شریفانہ مزا

ہے۔ جب تک ہم خود اسی طرح تیرنے کی خواہش نہیں رکھتے اور تیرنا سیکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

میں اس وقت ان بچوں سے جنہوں نے ایڈریس دیا ہے۔ کہتا ہوں۔ کہ جب تک وہ اپنی زندگی اور اپنے ارادوں میں ایسا تغیر نہیں دکھاتے۔ جس سے معلوم ہو۔ کہ وہ حقیقی طور پر اس خوشی میں شریک ہیں۔ اس وقت تک کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ خانصاحب کے تبلیغ کے لئے جانے پر انہیں حقیقی خوشی ہوئی ہے۔ جب تک خود ان میں یہ خواہش نہ ہو کہ اسی طرح وہ بھی تبلیغ کے لئے جائیں اس وقت تک ان کی خوشی حقیقی نہیں کہلا سکتی۔

## سچی خوشی

کی یہی نشانی ہے۔ کہ جس بات پر انسان خوش ہو۔ اس کے متعلق اس کے دل میں یہ خواہش بھی ہو کہ یہی نعمت اسے بھی ملے۔ جبکہ اس کا موقع ہو۔ اور جب اس کا ملنا مناسب ہو۔

اس وقت میں وقت کی تنگی کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ سورج ڈوب رہا ہے۔ یہی تحریک کرتا ہوں کہ ہمارے بچوں کو خود اس نعمت کو حاصل کرنے کی خواہش رکھنی چاہیئے۔ جو مبلغوں کو حاصل ہو رہی ہے۔ میں نے کچھ عرصہ کیلئے

## زندگی وقف کرنے کی تحریک

کو بند کر دیا تھا۔ کیونکہ وقف کنندگان کی تعداد حالات کے لحاظ سے کافی ہو گئی تھی۔ مگر اب پھر ضرورت پیدا ہو رہی ہے ہم انگریزی دانوں کی نسبت عربی دانوں سے زیادہ توقع رکھتے ہیں۔ گو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ پچھلے دنوں جب وقف کی تحریک بند کر دی گئی۔ تو کئی انگریزی دانوں کی طرف سے تو یہ تحریک ہوتی رہی۔ کہ ہم نے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ ہمیں کسی کام پر لگایا جائے۔ چنانچہ اسی کانفرنس کے موقعہ پر بھی دو اصحاب نے کہا۔ کہ ہم اس وقت تک اپنا کام کر رہے ہیں۔ اور جہاں ملازمت کرتے ہیں۔ اس محکمہ والے معاہدہ طلب کرتے ہیں۔ اور معاہدہ نہ کرنے میں نقصان ہو رہا ہے۔ مگر ہم اس خیال سے معاہدہ نہیں کرتے۔ کہ ہم نے اپنی زندگی دینی خدمت کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ مگر

## مدرسہ احمدیہ کے طلباء

جنہوں نے زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اس عرصہ میں یاد نہیں دلایا۔ بلکہ ان میں سے کئی نے اپنے لئے اور مستقل کام تجویز کر لئے ہیں۔ میں یہ

## ملامت کے طور پر

نہیں کہہ رہا۔ بلکہ جذبۂ غیرت کو ابھارنے کے لئے کہہ رہا ہوں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غرض کے لئے مقابلہ کرا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ صحابہ تیر اندازی کر رہے تھے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لو میں بھی شریک ہوتا ہوں۔ اور آپ ایک فریق میں شامل ہو گئے۔ اس پر دوسرے فریق نے یہ کہکر تیر ڈالدئے۔ کہ ہم آپؐ کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔

میرا اس وقت یہ مطلب نہیں۔ کہ میں کسی کو ملامت کروں تم میں سے کئی ایسے ہیں۔ جو اچھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ انسان کو اپنا

## سر بلند رکھنے کے لئے

ضروری ہے۔ کہ جو اس کے ساتھ کام کر رہے ہوں۔ ان سے پیچھے نہ رہے۔ خصوصاً اس مدرسہ کے طلباء کیلئے نہایت ضروری ہے"

جس کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ مبلغ تیار ہوں۔ میں اس بارے میں اعلان کرنے سے پہلے اس مدرسہ کے طلبا کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے آپ کو دینی خدمت کے لئے وقف کریں۔ گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں میں زندگی وقف کرنے والوں کے لئے اعلان کرنے والا تھا۔ مگر گھر سے چلتے وقت ایک اور بات میرے سامنے پیش ہو گئی۔ اور اس وجہ سے میں نے خطبہ کا مضمون بدل دیا۔ اس وقت میں یاد دلانا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیں

## اور آدمیوں کی ضرورت

ہے۔ جنہوں نے پہلے اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ مگر انہیں کسی خدمت پر نہیں لگایا گیا۔ وہ یا اور جواب پیش کرنا چاہیں۔ وہ متعلقہ دفتر میں اپنے نام دیدیں۔ آگے یہ کام لینے والوں کا کام ہے۔ کہ جسے چاہیں۔ لے لیں۔ بعض لوگ جو کام پر لگے ہوئے ہیں۔ وہ بھی اپنے آپ کو پیش کر دیتے ہیں۔ یہ بھی

## مبارک بات

ہے۔ مگر یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے نئے بیعت کرنے والوں کے ساتھ دوسرے بھی بیعت کے لئے ہاتھ رکھدیں۔ ضرورت ان نوجوانوں کی ہے۔ جو تعلیم سے فارغ ہو رہے ہیں۔ اس طرح آپ لوگوں کو پہلے موقعہ مل گیا ہے۔ اور آپ کے مدرسہ کی غرض بھی یہی ہے۔ کہ دین کی خدمت کرنے والے پیدا ہوں گے۔ گو میں مدرسہ ہائی کا طالب علم ہوں۔ اس لئے مجھے قدرتی طور پر اس مدرسہ سے لگاؤ ہے۔ مگر

## مدرسہ احمدیہ کو قائم رکھنے والا

میں ہی ہوں۔ ہمارے پرانے دوست جنہیں میں تو اب بھی دوست ہی سمجھتا ہوں۔ گو وہ اپنے آپ کو دشمن قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اس امر کی کوشش کی۔ کہ اس مدرسہ کو توڑ دیں۔ اس وقت صرف میں ہی تھا جس نے کوشش کی۔ کہ یہ مدرسہ قائم رہے۔ اور خدا تعالیٰ نے میری بات میں اثر ڈالا۔ اس وقت میری عمر چھوٹی تھی۔ جبکہ خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے تقریریں کر کے لوگوں کو اس بات کے لئے آمادہ کر لیا۔ کہ مدرسہ احمدیہ توڑ دیا جائے۔ میں نے اس وقت تقریر کرتے ہوئے کہا بیشک یہ مدرسہ توڑ دیا جائے مگر سوال یہ ہے کہ اس مدرسہ کو حضرت مسیح موعودؑ نے قائم کیا۔ پھر کیا آپ کی وفات کے بعد ہمیں یہی کام کرنا چاہیئے۔ کہ آپ کا قائم کیا ہوا مدرسہ توڑ دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت ایک لشکر بھیجنا تجویز ہوا تھا۔ مگر وہ ابھی روانہ نہ ہوا تھا۔ کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ اس وقت لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ اب اس لشکر کو روک لیا جائے۔ تاکہ منافقوں نے جو شر پیدا کیا ہے۔ اسے روکا جا سکے۔ مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ابو قحافہ کا بیٹا اس لشکر کو نہیں روک سکتا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھیجنا تجویز کیا تھا۔ پس کیا ہمارے لئے یہ مناسب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد پہلا کام یہ کریں۔ کہ آپ کا قائم کردہ مدرسہ توڑ دیں۔

"میری یہ تقریر مختصر سی تھی۔ لیکن اسے سن کر سب لوگ توڑنے کے خلاف ہو گئے۔ یہ دیکھکر خواجہ صاحب کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ غلط فہمی ہو گئی ہے۔ ہمارا بھی یہی منشا تھا۔ جو میاں صاحب نے بیان کیا ہے۔ پھر باہر چٹھیاں بھیجی گئیں۔ اور اس طرح لوگوں کو اس مدرسہ کے توڑنے کے لئے تیار کرنا چاہا۔ مگر خدا تعالیٰ نے میری تقریر کے ذریعہ جو بات اُن کے دل میں ڈال دی تھی۔ اسے نہ نکال سکے۔ اس طرح میں اس مدرسہ کو قائم رکھنے کا موجب ہوا۔ گو مجھے یاد آتا ہے۔ کہ

## مدرسہ انگریزی کے قیام کا موجب

بھی میں ہی ہوا۔ ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا۔ کہ اس مدرسہ کو قائم کرنے سے جو غرض تھی۔ وہ پوری ہو رہی ہے۔ یا نہیں۔ اس پر سب اہل الرائے نے کہا نہیں پوری ہو رہی۔ اور اسے توڑ دیا جائے۔ اس وقت ایک حضرت خلیفہ اول اور ایک میں اسے قائم رکھنے کے حق میں تھے۔ اس وقت اس مدرسہ کو توڑنے کے متعلق اس قدر جوش پیدا ہو گیا۔ کہ بعض مخلصین نے میرے متعلق سخت الفاظ بھی استعمال کئے۔ اور کہا۔ یہ انگریزیت کا دلدادہ ہو گیا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا۔ کہ میں ان کا ہم خیال ہوں۔ تو مجھے اپنے پاس بلا کر باتیں سناتے اور فرماتے۔ کہ میں وہ باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچا دوں۔ میں جاتا۔ اور موقعہ دیکھکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں وہ باتیں عرض کر دیتا۔ بہر حال میں کہہ سکتا ہوں کہ دونوں مدرسوں کے قیام میں میرا حصہ ہے۔ پس اس مدرسہ سے جسے میں نے

## آگ میں پڑنے سے

بچایا۔ اگر ایسے کارکن نہ پیدا ہوں۔ جو سلسلہ کے عمود ہوں۔ تو بہت رنج کی بات ہو گی۔ کیونکہ قطع نظر خلافت اور اس ذمہ واری کے جو مجھ پر عائد ہے اس لئے کہ میں نے ان مدرسوں کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ میں اس وقت یہاں اعلان کرتا ہوں۔ کہ ہمیں ایسے

## نوجوانوں کی ضرورت

ہے۔ جو اپنی زندگی دین کے لئے وقف کریں۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ میں اس مدرسہ کے طلباء کو دنیا کی ترقی سے روکتا ہوں۔ یہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر جب دین کے لئے ضرورت ہو۔ تو انہیں دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہیئے۔ دنیا کی ترقی حاصل کرنا گناہ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متعلق فرماتے ہیں:۔

لفاظات الموائد کان اکلی
و صرت الیوم مطعام الاھالی

ایک وقت تھا۔ کہ میں دوسروں کے بچے ہوئے ٹکڑے کھاتا تھا مگر اب ہزاروں میرے دستر خوان پر کھاتے ہیں۔ تو

## دنیا کی ترقی

حاصل کرنا گناہ نہیں۔ مگر نیت یہ ہونی چاہیئے۔ کہ جب دین کے لئے ضرورت ہو گی۔ اس وقت خدمت دین کے لئے حاضر ہو جاؤنگا۔

اس کے بعد میں

## دعاء

کرتا ہوں۔ کہ خانصاحب جس کام کے لئے جا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس میں انہیں کامیاب کرے۔ ان کو عمر اور تجربہ کے لحاظ سے جو بردباری اور تحمل حاصل ہے۔ وہ پہلے مبلغوں سے زیادہ حاصل ہے کیونکہ جو پہلے اس کام کے لئے گئے۔ نوجوان تھے۔ مگر میں انہیں بتاؤنگا کہ نوجوانوں میں جو چستی تھی۔ وہ بھی ان میں ہونی چاہیئے۔ تاکہ ایک زائد چیز وہاں جانے پر دوسری رہ نہ جائے۔ اور وہی حالت نہ ہو۔ جو احد کے مردوں کے متعلق بیان کی جاتی ہے۔ کہ اگر ان کے سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگے ہو جاتے۔ کامیابی کے لئے سب باتوں کی ضرورت ہے۔ ایسا ہو۔ کہ دنیا معلوم کر لے۔ وہ کوئی تغیر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور تغیر بغیر چستی کے پیدا نہیں ہو سکتا۔

---

# قرآن حفظ کرنے کی تحریک

قرآن کریم کا حفظ کرنا ایک مہتم بالشان امر ہے۔ جو شخص حفظ کرتا ہے وہ آیت انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ کہ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس صفت الٰہیہ کے ظہور کا باعث بنتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جسے یہ فخر حاصل ہو۔ کہ وہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہو۔ اگر دنیا میں کاغذات اور کتابیں مفقود ہو جائیں۔ سوائے قرآن کریم کے کوئی اور کتاب نہیں۔ جو اپنے لئے محفوظ رہنے کا مدلل ثبوت دے سکے۔

۲۔ جو قرآن کریم حفظ کرتا ہے۔ اسکی شان میں وارد ہے من جمع القرآن فقد ادرجت النبوۃ بین جنبیہ۔ جس نے قرآن حفظ کیا اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان نبوت رکھدی گئی ہے۔

۳۔ جو قرآن شریف حفظ کرے وہ اپنے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام سے پوری مشابہت حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ وہ قرآن کریم حفظ رکھتے تھے۔

۴۔ جو شخص قرآن شریف حفظ کرے اس کے ماں باپ کے سر پر قیامت کے دن تاج شاہی ہو گا۔ اور دس آدمیوں کی شفاعت کا اسے حق دیا جائیگا۔

۵۔ علاوہ ان فوائد روحانیہ کے علم شریعت حافظ کے سینے میں محفوظ ہو گا دینی علوم کی تحصیل اس پر سہل ہو جائیگی عربی ادب کے لحاظ سے ایک بہت بڑا ذخیرہ میسر ہو جائیگا۔ علاوہ ازیں ذہن کے تیز کرنے اور قوت حافظہ کے بڑھانے میں قرآن کریم کو خاص تاثیر حاصل ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ اس خزانہ کے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اپنے بچوں کو قرآن حفظ کرائے۔ قادیان میں بھی اس غرض کے لئے حفظ قرآن کی کلاس مدت سے کھلی ہے بڑی عمر کے لوگوں کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کل آیتیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں۔ اگر ایک آیت روز حفظ کریں۔ تو بھی بارہ چودہ

ھ سال میں بسہولت کلی حفظ ہو سکتا ہے۔ خواجہ صاحب ... [illegible]

# فلسطین میں تبلیغ احمدیت

## بہائیت کی موت

میں ان دنوں بہائیت کے مرکز میں مقیم ہوں۔ مجھے خواہش تھی۔ کہ یہاں لیڈران بہائیت سے مل کر گفتگو کروں۔ اتفاقاً عید کے روز حیفہ میں ڈاکٹر رشدی التیمی کے مکان پر تھا۔ اخبار الکرمل کے ایڈیٹر مسٹر نجیب نصار تشریف لائے۔ یہ صاحب مسیحی ہیں اور بہاء اللہ کے بیٹے (الغصن الانور) ودیع اللہ کی بیٹی سافرج ان کی بیوی ہے۔ میں نے ان سے بہائیت کے متعلق دریافت کیا۔ تو پہلا فقرہ جو ان کی زبان پر جاری ہوا۔ وہ یہ تھا۔

قد ماتت البہائیۃ ولم یبق لہا دعاۃ کراب

بہائیت مر چکی ہے۔ اور اس کی طرف بلانے والے نہیں رہے پھر اس نے کہا۔ عباس آفندی اگرچہ حریص اور دنیا کا طالب شخص تھا۔ مگر عالم اور قادر الکلام تھا۔ اس کے بعد ان میں کوئی عالم شخص نہیں ہے۔ اور دوسرے انہوں نے یہ غلطی کی۔ کہ اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دیا۔ اور اپنے آپ کو خدا کہا حتےٰ کہ میں اپنی بیوی سے کہا کرتا ہوں۔ کہ عباس آفندی نے یہ کیا بیوقوفی کی۔ کہ اپنی لڑکیوں کی عقل کو خراب کر دیا۔ جو وہ ان کے لئے سجدہ کرتی ہیں۔

پھر میں عباس آفندی کی قبر دیکھنے گیا۔ اس کی قبر کے اردگرد نہایت قیمتی غالیچے بچھائے گئے ہیں۔ ایک طرف عورتوں کے لئے زیارت کرنے کا مقام ہے۔ اور دوسری طرف مردوں کے لئے۔ پھر اس کے ساتھ ہی دوسرے کمرہ میں علی محمد باب کی قبر ہے۔ جو ۱۲۶۵ھ میں تبریز میں گولی مار کر قتل کیا گیا تھا۔ پھر اسے ایک خندق میں ڈالا گیا۔ نہ معلوم بہائیوں نے اس کی یہاں قبر کیسے بنا لی اور اتنی دور سے مردہ کو لانا خود باب کی شریعت کے بھی مخالف ہے۔

دونوں کے دروازوں پر مناجاتیں لکھی ہوئی ہیں۔ میں نے مناجاتیں نقل کرنی چاہیں۔ مگر مجاور نے کہا۔ کہ یہ عنایت اللہ بہائی کی دوکان سے آپ خرید سکتے ہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔

دوسرے دن میں شوقی آفندی کی ملاقات کے لئے گیا۔ مگر وہ وہاں موجود نہ تھے۔ خادموں نے کہا۔ کسی اور وقت تشریف لائیں۔ شوقی آفندی کی عمر بائیس برس کے قریب ہے۔ اور وہ بہاء اللہ کی پوتی اور عباس آفندی اپنے نانا جان کے خلیفہ ہیں۔

تیسرے دن میں نے چاہا۔ کہ اس شہر کو بھی دیکھوں جس کی بہاء اللہ نے اپنی بعض کتابوں میں مذمت کی ہے۔ اور جس میں وہ ایک زمانہ تک قید رہے ہیں۔ یعنی شہر عکہ۔ شہر میں تو بہائیوں کا کوئی نشان نہیں ہے۔ اس لئے وہاں شیخ علی نور الدین الیشرطی مؤسس طریقہ شاذلیہ کی قبر دیکھنے کے لئے گیا۔ میں قبر کے پاس کھڑا تھا۔ کہ اچانک ایک شخص آیا۔ اور منہ کے بل گر پڑا۔ اس کو دیکھ کر میرے تمام بدن میں ایک لرزش خفی پیدا ہوئی۔ اور میں نے اسی وقت اسے ملامت کی۔ اور کہا۔ کہ تم ایک بشر کو جو ہمارے جیسا تھا سجدہ کرتے ہو۔ کیا اس کی تعلیم کا یہی نتیجہ ہے۔ کہنے لگا ہماری تو یہی عادت ہے۔ میں نے ان لوگوں پر تعجب کیا جواب اس کے متولی اور اس کے خلیفہ ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ وہ اس طرح لوگوں سے اپنی بے جا عزت کرانا چاہتے ہیں۔ میں نے اسے سمجھایا۔ کہ دیکھو سجدہ خدا کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ آخر وہ شرمندہ ہوا۔

جب میں وہاں سے نکلا۔ تو شیخ ابوشامات کے بیٹے نے مجھے دیکھ لیا۔ وہ شامی ہیں۔ اور شام میں مجھ سے ملتے رہتے تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی۔ اور شیخ علی الیشرطی کے پوتے سے جواب ان کا خلیفہ ہے۔ ملاقات ہوئی۔ میں وہاں پر تقریباً نصف گھنٹہ تک باتیں کرتا رہا۔ مگر اس نے ایک کلمہ بھی اپنے منہ سے نہ نکالا۔ اس کی شکل سے ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ وہ جاہل ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ تم شیخ علی الیشرطی کی کتابیں چھپواتے کیوں نہیں۔ تو ابن ابوشامات نے کہا۔ کہ علماء ظواہر سمجھتے نہیں ہیں۔ میں نے کہا۔ علماء ظواہر پر ہماری باتیں بھی نہایت شاق گذرتی ہیں۔ اور وہ ہمیں کافر فاسق بھی کہتے ہیں۔ مگر ان کی تکفیر کی وجہ سے ہم ان سے ڈرتے نہیں۔ بلکہ علی الاعلان لوگوں کے سامنے اپنے عقائد ظاہر کرتے ہیں۔

پھر اس نے ایک بہت لمبی عبارت سنائی۔ جس پر میں نے کہا۔ کہ دیکھیے یہ اتنی لمبی عبارت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ان معانی کو اس سے نہایت ہی اعلےٰ پیرایہ میں ادا کر رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

کس بہ نظر یار صدیقے نشد — چوں بچشم غیر زندیقے نشد۔

کہ کوئی شخص محبوب کی نظر میں صدیق نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے اغیار کی آنکھوں میں زندیق نہ ہو۔

پھر وہاں سے بھن گئے۔ یہ مقام عکہ سے دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں بہائیوں کا خدا مدفون ہے اس کی قبر کے اردگرد بھی انواع و اقسام کے غالیچے بچھائے گئے ہیں۔ اور اس کی قبر کو خوب زین کیا گیا ہے۔ اگر یہی مال کسی اور عمدہ کام پر غریبوں وغیرہ کی امداد پر لگا جاتا۔ تو کیا اچھا ہوتا۔ مگر معذور ہیں۔ آخر خدا کی قبر اور دوسروں کی قبروں میں فرق تو ہونا چاہیئے۔

وہاں ہی بہاء اللہ کے مکانات ہیں۔ اس کا بیٹا علی محمد وہاں مقیم ہے۔ اس سے ملاقات کی۔ میں نے اس سے اختلاف کا سبب پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ کہ حب الریاست ریاست کی محبت نے میرے بھائی کو اس اختلاف پر مجبور کیا۔ چونکہ وقت تھوڑا تھا اس لئے میں نے ان سے اجازت لی۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ میں ہوٹل میں جہاں آپ مقیم ہیں زیارت کروں گا۔ میں نے کہا۔ اہلاً و سہلاً و مرحبا۔

پھر اتوار کے دن حسب الوعدہ شوقی آفندی کی ملاقات کے لئے گیا۔ وزٹنگ کارڈ بھیج دیا۔ مگر جواب آیا۔ کہ آپ بیمار ہیں۔ اس لئے مل نہیں سکتے ان کے والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اور انہوں نے انکی طرف سے معذوری کا اظہار کیا۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ فلسطین اور شام میں بہائیوں کی تعداد کیا ہو گی۔ اس نے کہا۔ تین سو کے قریب ہو گی (چنانچہ اس کی تصدیق مرزا محمد علی صاحب کے نمائندہ نے بھی کی۔ جو مجھے ہوٹل میں ملنے کیلئے آئے۔ انہوں نے میرے سوال پر یہ کہا کہ دونوں فریق کے بہائیوں کی تعداد تین سو کے قریب ہے) میں نے کہا اگر کوئی شخص بعض سوالات کرنا چاہے تو کس سے کر سکتا ہے کہنے لگا۔ یہاں تو سوائے شوقی آفندی کے اور کوئی عالم نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ اسی لئے میں چاہتا تھا۔ کہ ان سے ملاقات کروں۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ کہ وہ بیمار ہیں۔

پھر جب میں وہاں سے آنے لگا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اتوار کے روز بہائیوں کی مجلس ہوا کرتی ہے۔ آپ اس میں تشریف لائیں۔ میں وہاں گیا بعض کاموں کی وجہ سے مجھے دیر ہو گئی۔ مجلس ختم ہو چکی تھی۔ بعض اشخاص وہاں موجود تھے۔ ان کو پہلے سے میرے آنے کی اطلاع دی گئی تھی۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ آپ حضرت شوقی آفندی کے پاس بعض باتیں دریافت کرنے کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ اس لئے اگر آپ مجھ سے دریافت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا۔ بہت اچھا۔

**احمدی۔** آپ بہاء اللہ کو کیا خیال کرتے ہیں۔

**بہائی۔** بمظہر الوہیۃ اللہ۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے مظہر ہیں۔

**احمدی۔** خدا تعالےٰ کا مظہر ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے۔

**بہائی۔** کہ وہ مقام الوہیت پر پہونچے ہوئے تھے۔ انکی باتیں خدا کی باتیں ہیں۔

**احمدی۔** (لو تقول کی آیت اور انکے اس عقیدہ میں غور کرنا چاہیئے۔ کہ بہائی آیت لو تقول کو اسکے صدق کی دلیل پیش نہیں کر سکتے) اس کلام کی جسکو آپ خدا کا کلام قرار دیتے ہیں کیا ضرورت تھی جبکہ قرآن مجید ایک کامل شریعت موجود تھی کیونکہ خدا بے ضرورت کام نہیں کیا کرتا۔

**بہائی۔** شریعت اسلامیہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ لوگ وحشی اور جاہل تھے۔ اسی لئے محمد صلعم اور صحابہ کو تلوار کے ذریعہ اسلام منوانا پڑا۔ مگر اب چونکہ علمی زمانہ ہے۔ اس لئے ایک نئی شریعت کی ضرورت تھی۔

**احمدی۔** جبراً کسی کو مسلمان نہیں بنایا گیا۔ اور نہ ہی آنحضرت اور صحابہ کی لڑائیوں کی یہ غرض تھی۔ بلکہ جنگ مدافعانہ طور پر تھی۔ چنانچہ پہلی آیت جس میں لڑنے کی اجازت دی گئی۔ وہ یہ تھی۔ کہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا ان اللہ لا یحب کل خوان کفور اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا الخ

میں نے مفصل طور پر اس مسئلہ کو بیان کیا۔ اور پھر اس سے دریافت کیا۔ کہ بتاؤ اگر اس وقت کوئی ایسی حکومت ہو۔ جو لوگوں کو جبراً اپنے دین میں داخل کرے۔ اور دوسرے دین میں لوگوں کو داخل ہونے سے بذریعہ تلوار اور قوت روکے۔ اور تم میں اس کے مقابلہ کی طاقت ہو تو اس وقت آپ اس سے لڑینگے یا نہیں۔

بہائی:- کیوں نہیں۔ اس سے جنگ کرنا ضروری ہوگا۔

احمدی:- پس قرآن مجید کا قانون ہی تھا۔ اور یہ سب زمانوں کے لئے ہے۔ اس لئے آپ فرمادیں۔ کہ اسلامی شریعت میں کونسی کمی تھی۔ جس کو بہاء اللہ کی شریعت نے پورا کیا۔

بہائی:- بہاء اللہ کی شریعت کی غرض یہ ہے۔ کہ تا دنیا میں سلام پھیلے۔ اور یہ جنگیں وغیرہ دنیا سے مٹکر آپس میں اخوت واتحاد قائم ہو۔ اور اس کے لئے حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ آپس میں نرمی اختیار کرنی چاہیئے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص قتل کردے۔ تو اسے قتل نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی تکلیف دے تو غصہ کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔

احمدی:- یہ بات تو انجیل میں بھی موجود ہے۔ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے۔ تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دو۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ یہ تعلیم ناقص ہے۔

میں نے ناقص کا لفظ بولا ہی تھا۔ جو بہائی غصہ سے بھر گیا۔ کہنے لگا آپ ادب سے کلام کیجئے۔ آپ ناقص کا لفظ کیوں استعمال کرتے ہیں۔

مینے کہا۔ دیکھئے لغت کے لحاظ سے یہاں ناقص کے سوا اور کوئی لفظ استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ کامل کے مقابل میں ناقص ہے۔ اس لئے جبکہ میں ایک بات کو کامل نہیں خیال کرتا۔ تو میں اسے ناقص ہی کہوں گا۔ اور تمہارا اس لفظ پر غصہ ہونا میرے کلام کی تصدیق کر رہا ہے۔ کہ یہ قانون ناقص ہی نہیں بلکہ انقص ہے۔ یہاں تو مینے کوئی قتل نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں نے آپکو ایذا دی ہے۔ اگر آپ غصہ سے بھر گئے ہیں۔ طبائع بشری میں اختلاف ہے۔ ہر ایک طبیعت دوسرے کو معاف نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی ہر جگہ عفو سے اصلاح ہو سکتی ہے۔ اسی لئے قرآن مجید فرماتا ہے:-

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفیٰ واصلح فاجرہٗ علی اللّٰہ انہ لا یحب الظالمین

کہ اگر کوئی شخص برائی کا بدلہ دینا چاہے۔ تو اتنا ہی دیسکتا ہے جرم سے زیادہ سزا دینی منع ہے۔ لیکن اعلیٰ درجہ کا وہ شخص ہوگا۔ جو ہر وقت مجرم کی اصلاح کو مدنظر رکھکر فیصلہ کرے۔ اگر دیکھے کہ مجرم کی اصلاح عفو سے ہو سکتی ہے۔ تو اسے معاف کردے۔ اور اگر دیکھے کہ اصلاح عقاب کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ تو اسے سزا دینی ضروری ہے۔ پس یہ قانون کامل ہے۔

بہائی:- اس طرح تو انجیل بھی کامل تھی۔ کیونکہ مسیح کہتا ہے۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر میری باتیں نہ ٹلینگی۔

احمدی:- یہ تو غیب کی خبروں کے متعلق ان کا کلام ہے۔ کہ جو وہ پیشگوئیاں کر رہے ہیں۔ ضرور پوری ہو کر رہینگی۔ احکام کے متعلق خود ان کا انجیل یوحنا میں قول موجود ہے۔ کہ مجھے اور بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر تم ان کے برداشت کی طاقت نہیں رکھتے۔ مگر جب وہ روح الحق آئیگی۔ تو وہ تم سے سب باتیں کہیگی۔ آپ کوئی ایسا حکم پیش کریں۔ جو قرآن مجید میں تو ناقص ہو۔ اور بہاء اللہ نے اس سے اعلیٰ بیان کیا ہو۔ دیکھیئے انجیل میں تو یہ تعلیم تھی۔ کہ کسی کو اپنے بھائی پر بے سبب غصہ نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر قرآن مجید نے کہا۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللّٰہ یحب المحسنین۔ کہ تعریف کے لائق وہ لوگ ہیں۔ جو باوجود غصہ کا سبب پائے جانے کے غصہ کا اظہار نہیں کرتے۔ پھر یہیں تک نہیں۔ بلکہ وہ لوگوں کو ان کا قصور معاف کر دیتے ہیں۔ پھر معاف ہی نہیں کرتے بلکہ ان پر احسان بھی کرتے ہیں۔ اور اس وقت وہ خدا تعالےٰ کے محبوب بن جاتے ہیں۔ آپ کوئی ایسا حکم قرآن مجید سے پیش کریں۔ جو ناقص ہو۔ اور محتاج تکمیل ہو۔

بہائی صاحب خاموش ہوگئے۔ اور کہا کہ آپ بہائیت کی کتابیں پڑھیں۔ جو عنایت اللہ بہائی کی دکان سے ملیں گی۔

میں نے ایک دوست کو اپنے ساتھ لیا۔ اور عنایت اللہ بہائی کی دکان تلاش کرکے وہاں پہونچے۔ انہوں نے دیکھتے ہی کہا۔ آپ قادیانی ہیں۔ مینے کہا احمدی ہوں۔ اسے بھی میرے آنے کی خبر دیگئی تھی۔ میں نے کہا ہم بہائیت کے متعلق بعض کتب خریدنا چاہتے ہیں۔ کہنے لگا میرے پاس تو کوئی کتاب نہیں ہے دیکھئے میں کتابوں کی تو دکان نہیں کرتا۔ عجیب بات ہے۔ کہ کتابیں بھی کسی مخفی جگہ میں رکھی ہوئی ہیں۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ سب بہائی اس کا پتہ دیتے ہیں۔ اور وہ انکار کر دیتا ہے۔ پھر کہنے لگا۔ مصر اور ہندوستان میں بہت کتابیں ہیں۔ مینے کہا۔ یہاں مرکز بہائیت سے کتب نہیں ملتیں۔ تو باہر سے کیسے ملینگی۔ کہاں ہے آپ کی شریعت اولیٰ بیان آپ ہی کوشش فرمادیں جس قدر خرچ ہوگا۔ میں ادا کردوں گا۔ اور پھر ایک نسخہ کتاب الاقدس شریعت ثانیہ کا بھی آپ تلاش کرکے مجھے دیدیں۔ اس کی قیمت جو فرمائیں گے دیدوں گا۔ کہنے لگا میرے پاس تو میرے پڑھنے کے لئے ہیں۔ زائد نہیں ہے۔ میں نے کہا آپ نے جہاں سے منگوائی ہیں۔ مجھے بھی منگوادیں۔ ممنون ہوں گا۔

غرضکہ بہائیت بالکل مرچکی ہے۔ اور جو تعداد تین سو کے قریب بتائی گئی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہ سمجھیں کہ شام اور فلسطین کے مسلمانوں سے یہ لوگ بہائیت میں داخل ہوئے ہیں۔ نہیں بلکہ یہ لوگ عجم سے یہاں آئے ہیں۔ پس بہائیت کا آج کل یہاں کوئی اثر نہیں۔ اور نہ ہی اس کی کوئی اہمیت ہے۔ ہو بھی کیسے جبکہ ان کے خدا زمین میں مدفون پڑے ہیں۔

# مالی سال کے متعلق اعلان

تمام جماعتوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال مجلس مشاورت میں مالی سال کی نسبت جو سوال اٹھا تھا اس کے متعلق بعد مزید دریافت و تفتیش کے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ بجائے ۳۰ اپریل ۱۹۲۸ء کو بند کرنے کے ہر سال ۱۵ مئی ۱۹۲۸ء کو بند کیا جائے۔ اور اس تاریخ کے بعد مزید مہلت توسیع تاریخ کی نہیں دی جائیگی۔ اس لئے خصوصاً شہری جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ماہ اپریل کا چندہ ۱۰ مئی ۱۹۲۸ء تک وصول کرلیں۔ اور اس کے لئے ابھی سے انتظام کرلیں۔ اور بجٹوں کے پورا کرنے کے لئے بقایا چندے کے وصول کرنے میں ابھی خاص توجہ کی جائے۔ اور ۱۲ مئی ۱۹۲۸ء کو کوپن پر یا بیمہ میں تفصیل کے ساتھ روپیہ ارسال کیا جائے تاکہ وقت پر پہونچ جائے۔ اور زمیندار جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ بقائے فصل خریف کے اس تاریخ تک ارسال کریں فصل ربیع کا چندہ جون میں ضرور ادا ہو جانا چاہیئے۔

عبد المغنی ناظر بیت المال

# جلسہ سالانہ پر گھی دینے والوں کا شکریہ

گذشتہ سال کے جلسہ سالانہ کے لئے ذیل کی جماعتوں سے گھی وصول ہوا۔ جن کی فہرست شائع کرتے ہوئے تمام احباب کا بیت المال شکریہ ادا کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس سال گھی پورے طور پر نہیں آیا۔ آئندہ سال اس کی کسر نکال دینی چاہیئے۔

میاں میراں بخش صاحب شیخ پور ضلع گجرات یک ٹین۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب گلمرگ کشمیر یک ٹین۔ جماعت راجوری ½۱ ٹین۔ جماعت فیض اللہ چک ½۱ ٹین۔ جماعت بالاکوٹ ۲ ٹین۔ جماعت کوٹ رحمت خاں یک ٹین۔ جماعت چک ۱۲ کتھووالی یک ٹین جماعت چک ۹۹ شمالی یک ٹین۔ چک سکندر ضلع گجرات ½۱ ٹین۔ گکھووال چک ۲۷۶ ½۱ ٹین۔ چک ۴۲ کھیوہ یک ٹین۔ جماعت کریام ضلع جالندھر یک ٹین۔ دانہ زید کا یک ٹین۔ جماعت علی پور چک لاہور ½۱ ٹین۔ چک ۱۱-۱ منٹگمری یک ٹین۔ جماعت ہال ضلع گجرات یک ٹین۔ جماعت چک ۳۳۲ دھنی دیو لائل پور یک ٹین۔ جماعت چک ۹۸ شمالی یک ٹین جماعت رہتک از جناب چوہدری عبد المالک صاحب نائب تحصیلدار یک ٹین۔ چالان ۱۲۸

## اگر آپ

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کے **پاکیزہ حالات**
سے واقف ہونے کے آرزومند ہیں۔ تو

## سیرت خاتم النبیین

مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے
ضرور پڑھیئے۔ جس کے متعلق
**حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز**
نے فرمایا تھا

"اس وقت تک جو سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں۔ اُن سے یہ بہت عمدہ اور اعلیٰ ہے"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء)

قیمت دو روپے چار آنہ (عہ؍)

## شہید مرحوم کی علمی یادگار

حضرت صاحبزادہ عبد المجید صاحب مرحوم ومغفور اس دنیا میں علاوہ اپنی شاندار دینی خدمات کی یاد کے ایک علمی تصنیف بھی بطور یادگار چھوڑ گئے ہیں جس کا نام

## تفسیر سورۂ اخلاص

ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس نہایت ہی پاکیزہ اور حقائق ومعارف سے مالا مال تصنیف کو جلد سے جلد خرید کر پڑھیں۔ اور حظ وافر لیں۔ حجم ایک سو صفحہ۔ مگر قیمت برائے نام یعنی صرف چار آنے (۴؍)

ایک روپیہ سے کم کا وی۔ پی نہ منگوایا جائے۔ جو صرف ایک نسخہ منگوانا چاہیں۔ وہ پانچ آنہ کے ٹکٹ بھیجدیں۔

ملنے کا پتہ

## بُک ڈپو تالیف واشاعت قادیان

---

نمونہ مفت طلب کرو

## منجن خوشبودار — سرمہ منظور نظر

قیمت فی شیشی ۱۲ — قیمت فی تولہ پانچ روپے

جن احباب کو ضرورت ہو۔ چار آنے (۴؍) کے ٹکٹ بھیجکر بطور نمونہ صرف ایک دفعہ مفت منگا کر تجربہ کریں۔

**منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا**

---

## تحفہ جات کشمیر جنت نظیر

پیارے ناظرین السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ
دنیا میں اس وقت ایجنسیوں۔ دوکانوں۔ کوٹھیوں کی کمی نہیں ہے۔ براہ کرم ایک دفعہ بطور آزمائش کے ذیل کی چیزوں میں سے کوئی چیز منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔ ناپسند ہونے پر ایجنسی علانیہ واپس لینے کے لئے طیار ہے۔ فہرست ایجنسی مفت
کمبل نو ایجاد ۱۹۲۸ء نہایت خوبصورت ۲½×۱½ گز وزن ایک سیر پختہ معہ محصولڈاک ۱۶؍ زعفران خالص نمبر ۱ فی تولہ۔ گل بنفشہ جنگلی نمبر ۱ و ۲ خالص فی سیر پختہ نمبر ۱ نمبر ۲ للعہ زیرہ سیاہ فی سیر پختہ ہے۔ سلاجیت گلگتی فی تولہ ۸ زعفران خالص درجہ اول فی تولہ بجہ۔ بہیدانہ خالص فی سیر پختہ للعہ۔ اجوائن خراسانی یعنی بذرالبنج فی سیر پختہ ۶۔ ممیرا چینی نمبر ۱۔ ۶ نمبر ۲ ۔ فی تولہ۔ میدہ دار سلطائی خالص ۸۔ للعہ۔ فی تولہ بادام سبز اعلیٰ قسم فی سیر پختہ ۔ مغز بادام شیریں فی سیر پختہ مغز بادام تلخ فی سیر پختہ۔ مغز اخروٹ فی سیر پختہ ۸ دندانسہ اخروٹ فی سیر پختہ ۸
مندرجہ بالا اشیاء بذریعہ وی پی یا رسل ارسال خدمت ہوں گی محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔ تاجران کے لئے خاص رعایت ہے۔ جو اشیاء ناپسند ہوں۔ واپس کر سکتے ہیں۔

المشتہر

**محمد نصر اللہ خان احمدی منیجر مسلم ہند ایجنسی**
**باڑی پور کشمیر براستہ اننت ناگ کشمیر**

---

## اصلی اور پہلے فیشن کی فیلڈ سروس لیور رسٹ واچز

گارنٹی ۵ سال — قیمت پندرہ روپے

یہ لیور رسٹ واچز بالکل ویسٹ اینڈ نما یعنی ویسٹ اینڈ کی بین اپنی گھڑیوں کے برابر اور اسی شکل وطرز کی ہیں بلکہ ان میں جوئیل پتھر کے بھی لگے ہیں ہر فوجی ان کو بڑے شوق سے استعمال کرتا ہے شیشہ بہت موٹا اور دو ڈھکنے پچھلی طرف لگے ہیں غرض بالکل بین اپنی ہی معلوم ہوتی ہم ان کی مضبوطی اور عمدگی کی گارنٹی کرتے ہیں ایک دفعہ خریدی ہوئی عمر بھر کافی ہے



قیمت اول درجہ ریڈیم ڈائل پندرہ روپے
قیمت دوم درجہ ریڈیم ڈائل تیرہ روپے
قیمت اول درجہ چینی ڈائل سفید بارہ روپے
قیمت دوم درجہ چینی ڈائل سفید دس روپے

ملنے کا پتہ

## پریتم واچ کمپنی بازار لنگے منڈی لاہور

ہر ایک اشتہار کی صحت کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

# وصیتیں

**نمبر ۲۴۹۷** ۔ میں فخر الدین ولد مولوی قطب الدین علمار عمر ۴۷ سال ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵ ماہ جنوری ۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ایک مکان محلہ دار الفضل قادیان۔ ایک مکان موضع گھوگھیاٹ متصل سیالی ضلع شاہ پور۔ میری ماہوار آمد لعہ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ⅒ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بعد وصیت کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ فقط العبد فخر الدین احمدی کلرک انڈین آرمی سروس کور حال اردو قادیان۔ گواہ شد۔ ماسٹر عبد الرحمن بی اے قادیان۔ گواہ شد غلام نبی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

**نمبر ۲۴۳۷** ۔ میں احمد یار خاں ولد سردار شیر بہادر خان قیصرانی عمر ۲۳ سال پیشہ ملازمت ساکن کوٹ قیصرانی تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخان



بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ ؍ ۲۷ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ماہوار آمد عہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ⅒ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی منقط العبد احمد یار خاں قیصرانی۔ حال وارد قادیان بقلم خود۔ گواہ شد فیض اللہ خاں منگانی حال وارد قادیان۔ بقلم خود۔ گواہ شد غلام قادر احمدی قیصرانی۔ حال وارد قادیان بقلم خود ؛

**نمبر ۲۴۲۷** ۔ میں عبد الصمد ولد امام الدین کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال بیعت ۱۹۰۲ء ساکن محلہ اسلام آباد شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ ؍ ۱۳ ؍ ۲۷ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد غیر منقولہ ایک مکان یک منزلہ واقعہ محلہ اسلام آباد مالیتی تین ہزار روپیہ ہے۔ ماہوار آمد عہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور بوقت وفات میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بعد وصیت کرجاؤں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جاوے گا ۱۲ ؍ ۳ ؍ ۲۷ ؛ العبد عبد الصمد ولد امام الدین بقلم خود۔ گواہ شد محمد حسین صدر قتل ! تی نویس سیالکوٹ گواہ شد۔ الٰہی بخش ولد غلام حسین ساکن محلہ میانہ پورہ سیالکوٹ۔

**نمبر ۲۴۲۳** ۔ میں خلیفہ نظام الدین ولد بڈھے شیخ ساکن سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ ماہوار آمدنی صہ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ⅒ حصہ بعد وصیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ نیز میری وفات کے وقت جو متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ والسلام ۱۲ ؍ ۲۴ ؍ ۳۰ العبد نظام الدین موصی۔ گواہ شد سید اکبر علی سیالکوٹ۔ گواہ شد نظام الدین بقلم خود ؛

**نمبر ۲۵۵۳** ۔ میں زینب زوجہ شیخ محمد لطیف صاحب ساکن وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر معہ زیور کل مبلغ صمایہ ۔ الموصیہ زینب احمدی ۱۷ جنوری ۱۹۲۷ء گواہ شد شیخ احمد الدین۔ وڈالہ بانگر۔ گواہ شد محمد لطیف خاوند موصیہ

**نمبر ۲۵۵۴** ۔ میں ہاجرہ بیگم۔ زوجہ شیخ احمد الدین وڈالہ بانگر۔ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور قیمتی ۱۱۱ ۔ مہر پانصد روپیہ میزان لعمار۔ الموصیہ ہاجرہ بیگم زوجہ شیخ احمد الدین۔ گواہ شد شیخ احمد الدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد شیخ محمد لطیف بقلم خود۔ گواہ شد شیخ عبد الحق سکنہ وڈالہ بانگر۔

**نمبر ۲۴۶۹** ۔ میں شمس الدین ولد حافظ نور محمد قوم افغان ساکن موضع کوٹھہ تحصیل صوابی ضلع پشاور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد جس کی موجودہ قیمت ایک ہزار روپیہ ہے۔ جو بہ تفصیل ذیل ہے۔ ایک مکان خام واقعہ موضع کوٹھہ۔ قیمتی مبلغ پانچصد روپیہ ہے۔ زمین رہن واقعہ موضع کوٹھہ پانچصد روپیہ ہے۔ مگر میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ آج کل عہ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ ⅒ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور میں یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جاوے گا۔ فقط مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۸ء

العبد | گواہ شد
--- | ---
شمس الدین بقلم خود ہیڈ کلرک خیبر ایجنسی | غلام رسول احمدی ریڈر عدالت جوڈیشنل کمشنر صاحب بہادر پشاور

گواہ شد عبد المجید احمدی سب انسپکٹر پولیس محلہ نو شہر لیٹ۔

# ہندوستان کی خبریں

—— لاہور ۲۳۔اپریل۔ گذشتہ ماہ دسمبر میں جنگڑ محلہ لاہور میں ایک عورت مسمات اللہ رکھی کا قتل ہوا تھا۔ اور اس سلسلہ میں مسمات جھنڈو اور اس کی دو لڑکیاں سرداراں اور فاطمہ کا چالان کیا گیا تھا۔ سیشن جج نے مسمات جھنڈو اور سرداراں کو پندرہ پندرہ دن قید کا حکم دیا اور غلام فاطمہ سے ایک سال کے لئے ۲۵۰ روپیہ کی ضمانت طلب کی ٭

—— لاہور ۲۳۔اپریل۔ پنجاب کونسل سائمن کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے ایک کمیٹی کے تقرر کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اب اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کمیٹی میں علاوہ دیگر ارکان کے تین وزراء بھی شامل ہونگے ٭

—— دہلی ۲۳۔اپریل۔ گاندھی جی کے بھتیجے مسٹر مگن لال کچھ عرصہ بیمار رہ کر انتقال کر گئے ہیں۔ متوفی اپنی لڑکی کو ساتھ لے کر بہار میں پردہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے پٹنہ گئے تھے۔

—— ڈاکٹر گوکل چند نارنگ ممبر کونسل لکھتے ہیں۔ مجھے افسران سے اس مطلب کی مزید اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ گجرات سے بھمبر سڑک کے پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے ہاتھ میں دیئے کا معاملہ اس رقبہ میں ریلوے کی تعمیر کے سوال سے منسلک ہے مجھے بتلایا گیا ہے۔ کہ یہ معاملہ پایہ تکمیل کو پہونچنے والا ہے۔

—— سرگودہا ۲۳۔اپریل۔ سرگودہا میونسپلٹی پر ایک شخص نے ۱۸۔روپیہ کے ریفنڈ کا مقدمہ چلایا تھا۔ یہ رقم میونسپل کمیٹی نے واٹر کنکشن ریٹ کے طور پر لی تھی۔ مدعی کا بیان تھا۔ کہ یہ وصولی خلاف قانون ہے۔ اور میونسپل کمیٹی کو میونسپل ایکٹ کے رو سے اس کے متعلق کوئی اختیار نہیں۔ کہ وہ مکانات کے لئے علیحدہ واٹر ٹیکس لگائے۔ سب جج سرگودہا نے مدعی کے حق میں ڈگری دے دی ہے۔ کیونکہ میونسپل ایکٹ کی رو سے کمیٹی ایسی رقم وصول نہیں کر سکتی۔ میونسپل کمیٹی کو اس فیصلہ کی وجہ سے تقریباً ۶۰ ہزار وصول کردہ روپیہ واپس دینا پڑیگا ٭

—— رائے بہادر بھگوتی پرشاد سپرنٹنڈنگ انجینئر دوم برٹش سرکل ستلج ویلی پراجکٹ ۱۸۔اپریل ۱۹۲۸ء کو چیف انجینئری انہار پنجاب کے عہدہ کا چارج لیں گے۔ یہ پہلے ہندوستانی ہیں جن کو اس عہدہ پر ترقی ملی ہے ٭

—— بمبئی ۲۴۔اپریل۔ کارخانوں میں صورت حالات عام ہڑتال کی سی ہو گئی ہے۔ شہر کے باہر بمشکل بارہ کارخانے ایسے نظر آئے۔ جن میں کچھ کام ہو رہا تھا۔ اتنی کارخانوں میں تالے پڑے ہیں

# مسلمانان دہلی کا مظالم کے خلاف جلسہ

(تار بنام الفضل)

جناب عبد العزیز صاحب سیکرٹری جمعیۃ قریش منصوری حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں:۔

۲۸ اپریل جمعیۃ قریش منصوری کا ایک عام جلسہ زیر صدارت منشی حبیب اللہ صاحب گذشتہ شب انڈور بوچڑ خانہ میں منعقد ہوا۔ در حسب ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس کیا گیا۔

یہ جلسہ ہندوؤں کے اس وحشیانہ اور منظم حملے کے خلاف جو انہوں نے قصبہ اول ضلع متھرا کے بے گناہ مسلمانوں پر کیا۔ دلی نفرت اور غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ وہاں ہندوؤں نے کئی ایک مسلمانوں کو شہید کر دیا اور کئی ایک کو زخمی کیا ہے۔ ان کے گھر بار لوٹ کر تباہ کر دئے اور ان کی عورتوں کی بے عزتی کی ہے اور قرآن کریم کے کئی نسخے جلا ڈالے ہیں۔ ہم ستم رسیدہ خاندانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے حکومت سے التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ اس کے متعلق پوری طرح تفتیش کرائے۔ اور بے رحم ہندوؤں کو ان کی زیادتی کی سزا دے۔ سنا گیا ہے۔ کہ موجودہ افسران جو تفتیش پر متعین ہیں۔ اپنے فرائض کی بجاآوری کما حقہ نہیں کر رہے۔ اور اصل مجرمان کو ابھی تک انہوں نے گرفتار نہیں کیا۔ اور وہ اس واقعہ کو دفعہ ۱۴۷ کے ماتحت لا کر اس کی اہمیت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ہندوؤں کی طرف سے یہ حملہ پہلے سے طے شدہ تھا۔ اور انہوں نے اس میں تمام قسم کے ہتھیار استعمال کئے ہیں۔ اور اس لئے ان کو زیر دفعہ ۳۰۲ و ۳۰۷ سزائیں ملنی چاہئیں ٭ لہذا یہ جلسہ گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس معاملہ کے متعلق جلد از جلد توجہ کرے اور مناسب و موزوں افسر وہاں تعینات کرے۔ نیز یہ بھی طے ہوا کہ مذکورہ بالا ریزولیشن ہز ایکسیلنسی گورنر یو۔پی اور پریس کو ارسال کیا جائے۔

# غیر ممالک کی خبریں

—— قاہرہ ۲۵۔اپریل۔ زیارات آثار کے وزیر نے امریکہ کے ایک پادری مسٹر زویمر کو مساجد دیکھنے کا پروانہ راہداری واپس کرنے کی ہدایت کی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس پادری نے جامعہ ازہر میں کچھ رسالے تقسیم کئے۔ مسٹر زویمر نے پروانہ واپس کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور حکومت نے امریکن سفارت خانہ کو لکھا ہے۔ کہ پروانہ راہداری واپس کر دے۔

—— لنڈن ۲۰۔اپریل۔ بیرن ارکیورا ایک مشہور جاپانی کروڑ پتی ہیں جو مرض سرطان میں مبتلا تھے۔ ایک دن ان کی حالت اتنی خراب ہو گئی۔ کہ ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ وہ مر گئے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ زندہ ہو گئے۔ اور اب رفتہ رفتہ اچھے ہو رہے ہیں ٭

—— برلن ۲۳۔اپریل۔ شاہ افغانستان نے اس ہسپتال میں عمل جراحت کے لئے گراں بہا آلہ روشنی۔ دس سال کے لئے متعدد چارپائیاں اور بستر عطا فرمائے۔ علاوہ بریں غسل صحت کے بعد ہسپتال کے تمام ملازموں کو جنہوں نے آپ کی علالت میں کسی قسم کی خدمات انجام دیں گرانقدر انعامات دئے۔ قلیل سے قلیل انعام بھی ۲۰ پونڈ سے کم نہ تھا۔

—— بیت المقدس ۲۳۔اپریل۔ غازا کے واقعہ کے متعلق حکومت کا جو رویہ تھا مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج کی غرض سے ہڑتال کا اعلان کر دیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پولیس نے مجمع عام پر گولیاں چلائیں۔ جس سے دو مسلمان زخمی ہوئے۔ تمام دوکانیں بند ہیں۔ کوئی اور واقعہ نہیں ہوا۔

—— لنڈن ۲۰۔اپریل۔ مسٹر ہنری فورڈ نے کل آکسفورڈ میں مورس موٹر کے کارخانوں کا معائنہ کیا۔ کارخانہ کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد انہوں نے اس کے انتظام کی بڑی تعریف کی۔ اس موقعہ پر انہوں نے برطانوی موٹروں کی ساخت اور عمدگی کا بھی اعتراف کیا ٭

—— مسٹر لائڈ جارج نے بتایا ہے۔ کہ اس نے چار سال میں مضمون نویسی سے اتنا روپیہ کما لیا ہے۔ جتنا وہ سترہ برس کی وزارت میں بھی نہیں کما سکے ٭

—— [illegible] ۲۴ اپریل۔ یکشنبہ کی رات کو [illegible] یونان میں جو زلزلے آئے۔ ان کی آخری اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ کارنتھ کو شدید نقصان پہونچا ہے۔ یہ شہر تقریباً بالکل ویران اور تباہ ہو گیا ہے۔ ۳ ہزار مکانات میں سے صرف پچاس مکانات کھڑے ہیں لیکن ان میں بھی شگاف پڑ گئے ہیں۔ آس پاس کے گاؤں بھی کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔ کالاملی جو نہر کے شمالی دہانہ پر واقعہ تھا۔ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ لیٹرا کو بھی شدید نقصان پہونچا ہے۔ لیکن اس مقام کے حمام بدستور قائم ہیں۔ فلیپونیسس میں ۲۴ گھنٹہ کے اندر ۲۰ زلزلے آئے کارنتھ کے باشندے پہلے زلزلہ ہی سے گھروں سے بھاگ نکلے۔ حالانکہ یہ زلزلہ مقابلتہً خفیف تھا۔ لوگ ابھی میدان ہی میں تھے۔ کہ دو گھنٹہ بعد دوسرا شدید زلزلہ آیا۔ دس ہزار آدمیوں کے قریب بے خانماں ہو گئے۔ یہ لوگ بالکل محتاج اور نیم برہنہ ہیں۔ اس طرح لڑاکی کے دو ہزار اور دوسرے مقامات کے ۴ ہزار آدمی در بدر پھر رہے ہیں۔ کارنتھ سے جو وزراء واپس آتے ہیں ان کا اندازہ ہے۔ کہ اس شہر کو بہ حیثیت مجموعی ۸ لاکھ پونڈ کا نقصان اٹھانا پڑا۔ اس زلزلے کے مجموعی نقصان کا اندازہ ۲۵ لاکھ پونڈ ہے ٭

# حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ درس قرآن شریف

تو لشکر بھاگ گیا۔ جب اسلامی لشکر وہاں پہنچا۔ جہاں حملہ کیا گیا تھا۔ تو معلوم ہوا۔ دس آدمیوں نے سب سے آگے بڑھکر حملہ کیا تھا۔ اور وہ دس ہی زخمی پڑے تھے۔ گرمی کا موسم تھا زخموں سے چور اور جاں بلب تھے۔ مگر جب عکرمہ کے پاس پانی لایا گیا۔ تو وہ تڑپ رہے تھے۔ مگر انہوں نے کہا۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی پڑا ہے اس کے پاس لے جاؤ۔ جب اس کے پاس لے گئے۔ تو اس نے کہا کہ مجھ سے زیادہ دوسرے کو تکلیف ہے۔ اس کے پاس لے جاؤ۔ اسی طرح جب آخری آدمی کے پاس لے گئے۔ تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ اور جب واپس آئے۔ تو عکرمہ بھی فوت ہو چکے تھے ؛

یہ اس عکرمہ کا جو ابوجہل کا بیٹا تھا۔ انجام ہوا۔ پھر کس طرح حضرت نوح علیہ السلام یہ کہہ سکتے تھے۔ وَلَا يَلِدُوٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔ جب تک خدا تعالےٰ نے ان کو یہ نہ بتایا۔ پس اگر اس دعا کے یہ معنے ہیں۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا۔ ان کو بالکل برباد اور ہلاک کر دیا جائے۔ تو پھر یقیناً یہ بد دعا الہامی ہو سکتی ہے۔ اس کے سوا نہیں

مگر اس کے علاوہ اس کے اور معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا سے یہ مراد نہیں۔ کہ تمام کے تمام انسان مٹا دیئے جائیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ کافر مٹا دیئے جائیں۔ اور اگر سارے کے سارے لوگ ایمان لے آئیں۔ تو اس طرح بھی کافر مٹ سکتے ہیں۔ یا یہ کہ ان کی اگلی نسلیں ساری کی ساری نیک پیدا ہوں۔ تو بھی کافر مٹ سکتے ہیں۔ اور اس طرح حضرت نوحؑ کی دعا پوری ہو سکتی ہے۔ پس یہ دعا کافروں کے لئے ہے۔ کہ وہ تباہ ہوں۔ اور جن کی اولاد کافر ہو۔ وہ تباہ ہوں۔ اور اس صورت میں بغیر الہام کے بھی یہ دعا ہو سکتی ہے ؛

| | |
|---|---|
| رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط | اے میرے رب مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین کو بھی۔ اور جو میرے گھر میں مومن داخل ہوتا ہے۔ اسے بھی اور مومن مردوں اور مومن |

عورتوں کو بھی ؛

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ وہی معنی زیادہ چسپاں ہوتے ہیں۔ جو میں نے ابھی بیان کئے ہیں۔ کہ جو کفار ہیں۔ وہ ہلاک ہو جائیں۔ اور جو مسلمان ہوں۔ وہ بچائے جائیں

حضرت نوح علیہ السلام کہتے ہیں۔ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ۔ جو میرے گھر میں داخل ہو۔ مفسرین نے اس کے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ اس سے مراد ان کی بیوی بچے ہیں۔ مگر وہ تو پہلے ہی ان کے گھر میں داخل تھے۔ پھر داخل ہونے کا کیا مطلب ؟

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے مومنوں کی دو قسمیں قرار دی ہیں ایک تو وہ جو مومن ہو چکے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو آئندہ مومن ہوں گے ؛

پس ان کی بد دعا کا یہ مطلب ہے۔ کہ جن کا انجام کفر ہوتا ہے۔ اور جن کی اولاد بھی کافر ہوگی۔ ان کو ڈھیل دینے کا کیا فائدہ ؟ ان کو ہلاک کر دیا جائے۔ تاکہ ان کے شر سے دوسرے محفوظ ہو جائیں ؛

| | |
|---|---|
| وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ؏ | اور نہ بڑھا ظالموں کو مگر ہلاکت میں ؛ |

یہ ظالم لوگ کون ہیں۔ وہی جو کافر ہیں۔ یا جن کی اولاد کافر ہوگی۔ حضرت نوح علیہ السلام کہتے ہیں۔ ان کے منصوبے کامیاب نہ ہوں۔ تاکہ دوسروں کو نقصان نہ پہنچے ؛

## سُورۃ الجنّ رکوع اوّل

(۱۰ر۔ اپریل ۱۹۲۸ء)

| | |
|---|---|
| بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | میں اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں۔ جو بے انتہا کرم کرنیوالا اور بار بار رحم کرنے والا ہے ؛ |
| قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ | تو کہدے۔ میری طرف وحی کی گئی ہے۔ کہ کچھ لوگوں نے جنوں میں سے سنا ہے کلام۔ پھر انہوں نے دوسروں سے کہا۔ یقیناً ہم نے سُنا ہے۔ عجیب قرآن ؛ |

جنّات کے متعلق لوگوں میں قسم قسم کے خیالات ہیں۔ بعض لوگوں کا تو یہ خیال ہے۔ کہ جنّ ایسی ہستیاں ہیں۔ جو انسانی اور حیوانی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اور وہ انسانوں سے لین دین اور دوسرے معاملات کرتی ہیں۔ بعض لوگ یہاں تک خیال کرتے ہیں۔ کہ ان کی انسانوں سے اور انسانوں کی ان سے شادیاں بیاہ ہوتے ہیں بعض جو ان کے متعلق احتیاط کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ جنّ انسانوں پر ظاہر تو نہیں ہوتے۔ مگر یوں انسانوں سے ایسا تعلق رکھتے ہیں۔ جو بیاہ شادی کا ہوتا ہے۔ چنانچہ کئی عورتیں ہندوستان میں ایسی ہیں۔ جو اس خیال میں مبتلا ہیں۔ کہ ان پر جنّ آتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ جنّات کے انسانوں سے بیاہ شادی کے تعلقات تو نہیں ہوتے۔ مگر وہ انسانوں کے لئے چیزیں لاتے۔ اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ چنانچہ کئی پیروں کے متعلق مشہور ہے۔ کہ جنّ ان کے شاگرد تھے۔ اور وہ یوں ہاتھ لمبے کر کے ان سے چیزیں لے لیتے تھے۔ بعض کہتے ہیں۔ جنّات کا خیال محض وہم ہے۔ جنّ کوئی ہستی ہی نہیں۔ ان میں سے جو قرآن کریم کے ماننے والے [illegible] ہیں۔ جنّ انسانوں کے ہی ایک طبقہ کو کہا گیا ہے۔ ان کی کوئی علیحدہ ہستی [illegible]

میں نے جہاں تک سمجھا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ [illegible]

احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ انسان کے سوا اور ہستی [illegible] مگر قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو [illegible] ہیں۔ اور جنّ عربی زبان کے محاورہ میں [illegible] رہنے والے لوگوں کو کہتے [illegible] جو آدمی پیچھے ہی پڑ [illegible] ہیں۔ یہ تو جو [illegible] اس [illegible]

کا محاورہ ہماری زبان میں بھی ہے۔ عربی زبان میں ان لوگوں کو جنّ کہتے ہیں۔ جو عام لوگوں کے ساتھ ملتے جلتے نہیں۔ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اور ان سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔ پس میرے نزدیک جنّ انسان بھی ہیں۔ اور علیحدہ ہستی بھی رکھتے ہیں۔ مگر وہ ایسی ہستی ہیں۔ کہ ان کا انسانوں سے کوئی ایسا تعلق نہیں ہوتا۔ جیسا لوگ خیال کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ بیاہ شادی کر لیتے ہیں۔ یا تازہ بتازہ پھل اور دوسری چیزیں لا دیتے ہیں یا کسی مشکل کے وقت امداد کرتے ہیں۔ وغیرہ ؛

ہمارے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ایسے جنّوں کے متعلق بڑا یقین رکھتے ہیں۔ وہ ایک رسالہ بھی لکھ رہے ہیں۔ آج شاید وہ یہاں نہیں ہیں۔ ورنہ جب کبھی میرے درس میں جنّوں کا ذکر آتا ہے۔ وہ اپنے ان غیر مرئی بھائیوں کا حق وکالت ادا کیا کرتے ہیں۔ مگر میں انہیں یہی کہا کرتا ہوں۔ ہم تو تب ان کا یقین کریں گے۔ جب آپ ان سے ہماری ملاقات کرا دینگے۔ اسی طرح ہمارے ایک افغان دوست سید عبدالجبار شاہ صاحب ہیں ان کا بھی یقین ہے۔ کہ جنّ ایسی مخلوق ہے۔ جن کے انسانوں کے ساتھ تعلقات ہوتے ہیں۔ انھوں نے تین جلدوں میں ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ اور اپنی ہمشیرہ کے متعلق ان کا خیال ہے۔ کہ ان کے پاس جنّ آتے ہیں۔ اپنی ہمشیرہ سے جو باتیں انہوں نے سُنیں۔ وہ انھوں نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ اور انسان کی دماغی حالت کے متعلق اگر کوئی علم رکھنے والا نہ ہو۔ تو ان باتوں سے متاثر ہو جانا معمولی بات ہے۔ انہوں نے قرآن کریم سے استدلال کر کے جنّات کی اقسام بیان کی ہیں۔ ان کی طاقتیں بیان کی ہیں۔ اور ان کی طرف سے قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ جس میں کئی باتیں بہت لطیف ہیں۔ مگر انسانی دماغ کی بناوٹ سمجھنے والے کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے ؛ میں سمجھتا ہوں۔ جنّات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی خیال تھا۔ جو میں نے بیان کیا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک شخص آیا۔ اور اس نے بیان کیا۔ میرا جنّات سے تعلق ہے۔ جب اس نے بیعت کر لی۔ تو کہنے لگا۔ اگر کہیں تو جنّوں کو بلاؤں۔ تاکہ وہ بھی بیعت کر لیں۔ اسے کہا گیا۔ بلاؤ۔ اور اس نے بہت زور لگایا۔ مگر کوئی نہ آیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے۔ جب وہ یہاں سے چلا گیا۔ تو اس نے بٹالہ جا کر خط لکھا کہ جنّ وہاں تو آ گئے تھے۔ مگر یہاں بلانے پر آ گئے ہیں۔ وہاں شاید ادب کی وجہ سے نہ آئے ؛

سیّد عبدالجبار شاہ صاحب نے بھی لکھا تھا۔ کہ ان کی بہن کے ذریعہ کیکاؤس نام کا جنّ بیعت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ لاکھوں اور جنّ ہیں۔ وہ بھی بیعت کرتے ہیں [illegible] موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں لکھوایا۔ اب تو اس جنّ نے بیعت [illegible] ہماری طرف سے کہو۔ اس بیچاری عورت کو کیوں ستاتا ہے۔ یہ تو ہماری [illegible] کسی کے پیچھے پڑتا ہے۔ تو مخالفین کے پیچھے پڑے۔ اس کا [illegible] نے کچھ نہ دیا۔ بعد میں مجھے کچھ بتایا تھا۔ کہ جنّ نے کہا تھا

[illegible] ہوتے۔ جیسے عام لوگ سمجھتے ہیں۔ اور [illegible] ایمان لے آئے تھے۔ تو پھر [illegible] نا شپا تیاں تو لائیں انہیں [illegible] آلہ وسلم اور [illegible] پتھر باندھے

ہوئے تھے۔ ان کے لئے خشک روٹیاں بھی نہ لائیں۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں کے لئے اس وقت جہاد فرض تھا۔ اور جب جنّوں کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ ایسے اعمال ظاہر کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ قبضہ اور تصرف رکھتے ہیں۔ تو پھر وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں کیوں شریک نہ ہوئے۔ کہا جاتا ہے۔ جنّ لوگوں کی چارپائیاں اُلٹ دیتے ہیں۔ گھروں میں پتھر پھینکتے ہیں۔ اگر وہ اس طرح کر سکتے ہیں۔ تو کیوں انھوں نے ابوجہل۔ عتبہ شیبہ وغیرہ کی چارپائیاں نہ اُلٹیں۔ اور ان کے گھروں میں پتھر نہ پھینکے۔ اول تو انہیں چاہیئے تھا۔ کہ جہاد میں شامل ہوتے۔ اور کفار کے لشکروں کو تباہ کرتے۔ ورنہ کم از کم اتنا تو کرتے۔ کہ دشمنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائیاں الٹ دیا کرتے ہیں اگر ہر روز رات کو ایسا کرتے۔ کہ جب کفار سوتے۔ تو ان کی چارپائیاں اُلٹ دیتے۔ ان کے بیوی بچے نیچے ہوتے اور چارپائیاں اوپر۔ اور اس طرح ہر رات کو کہرام مچ جاتا۔ تو چند ہی دن کے اندر اندر سارا مکہ ایمان لے آتا۔ مگر جنّات نے اس وقت ایسا نہ کیا۔ پس یا تو یہ کہنا پڑے گا کہ جنّ ایمان ہی نہ لائے تھے۔ مگر قرآن کہتا ہے۔ لائے تھے۔ یا پھر یہ کہ ان کے متعلق جو باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ وہ درست نہیں ہیں۔ اور ان کے یہ کام نہیں ہیں ؛

حدیثوں میں بھی ذکر آتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود کا ذکر ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ تو آپ باتیں کر رہے تھے۔ اور مجھے فرمایا۔ ٹھہر جاؤ۔ اندر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سے گفتگو کر رہے تھے۔ مجھے آواز آ رہی تھی مگر جب میں اندر گیا۔ تو کوئی موجود نہ تھا ؛

عبداللہ بن مسعود صحابی ہیں۔ انھوں نے جو کہا ہو گا۔ سچ کہا ہو گا۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ ہم تک بھی سچ پہنچا یا نہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے :۔ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ اگر جنّوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کی تھیں۔ تو خدا تعالےٰ آپ سے یہ کہتا۔ کہ تم کفار سے کہو۔ تم کیوں میرا انکار کرتے ہو۔ مجھ پر تو جنّ بھی ایمان لا چکے ہیں۔ اور انھوں نے مجھ سے باتیں کی ہیں۔ مگر کہا یہ جاتا ہے کہ ہم تمہیں وحی کے ذریعہ بتاتے ہیں۔ کہ جنّوں میں سے کچھ قرآن سنکر ایمان لے آئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ ان کو اتنا بھی پتہ نہ تھا۔ کہ جنّوں میں سے کچھ قرآن سُن رہے تھے۔ یہ خدا تعالےٰ نے بذریعہ وحی آپ کو بتایا۔ اگر اس وحی میں جن کا ذکر ہے۔ انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم سنتے نہیں دیکھا۔ تو وہ آپ سے باتیں بھی نہیں کر سکتے تھے ؛

میرا خیال یہ ہے۔ کہ یہاں انسان جنّ مراد ہیں۔ نصیبین جو یمن میں ہے وہاں سے کچھ عیسائی آئے تھے۔ انھوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پڑھتے سُنا۔ چونکہ یہود میں سے عیسائی ہوئے تھے۔ ان کی قومیت بہت مضبوط تھی۔ اس لئے انھوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا۔ ایک تو ان کے خفیہ قرآن سُننے اور خفیہ ایمان لانے کی وجہ سے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ یہود اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے علیحدہ قرار دیتے تھے۔ جیسے آج کل کے سیّد کہتے ہیں۔ کہ ہمارا درجہ دوسروں سے الگ ہے۔ اس لئے ان کو جنّ کہا گیا ہے۔ چونکہ انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا۔ اور قومی حالات کی وجہ سے مصلحت یہی تھی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے بھی ان کا نام جنّ یعنے پوشیدہ رہنے والے رکھا۔ اور بتایا کہ وہ مخفی آئے تھے۔ مخفی باتیں سُنیں۔ اور مخفی ہی ایمان لائے ؛

ان کا ذکر خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کیا۔ تو یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا :۔ یدعون لک ابدال الشام۔ کبھی نہ کبھی ذریعہ آپ کی کوئی کتاب یا بات پہنچی۔ اور ابدال آپ پر ایمان لے آئے۔ یہ پیشگوئی بھی ہے۔ مگر اب بھی معلوم ہو رہا ہے کہ کئی لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں۔ جن کا اب کسی نہ کسی طریق سے پتہ لگتا رہتا ہے۔ چین وغیرہ کے احمدیوں کا پتہ غیروں کے ذریعہ لگ رہا ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو تقویت دینے اور خوش کرنے کے لئے بتایا کہ دور دور کے لوگ ایمان لا رہے ہیں ؂

پس وہ لوگ جو خفیہ آپ کے پاس آئے۔ اور خفیہ ایمان لائے۔ ان کا ذکر خدا تعالیٰ نے اس لئے کیا۔ کہ صحابہ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے یہ بتائے۔ کہ یہ کلام دور دور اثر کر رہا ہے۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی زمانہ میں جب عرب کا ایک شخص ایمان لایا۔ تو آپ نے اس پر کس قدر خوشی کا اظہار کیا۔ کئی بار اس کا ذکر کیا۔ اور لوگوں کو اس کی طرف توجہ دلائی بات یہ ہے۔ کہ ابتدائی حالت میں جبکہ اپنی قوم ردّ کر رہی ہو۔ غیر قوم کے لوگوں کا ایمان لانا بہت بڑا نشان ہوتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا۔ کہ غیر قوم کے کچھ لوگ پوشیدہ طور پر آئے۔ انہوں نے کلام سُنا۔ اور ایمان لے آئے۔ بعینہٖ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام ہے :۔ یدعون لک ابدال الشام۔ ابدال عام لوگوں کے خیال میں وہ روحانی لوگ ہوتے ہیں۔ جو شکل بدلکر جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں۔ گویا ابدال اور جنّ پوشیدہ رہنے کے لحاظ سے ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں ؂

تو اللہ تعالےٰ کے فضل کے ماتحت ہر نبی کی جہاں تک وسعت کلام ہوتی ہے وہاں تک بے دیکھے بھالے کئی لوگ ایمان لے آتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے متعلق اویس کا ذکر موجود ہے۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ نہ آپ کو دیکھا۔ مگر ایمان لے آئے۔ اور بعض نے تو ان کے متعلق بحث کی ہے۔ کہ ان کا درجہ بڑا ہے۔ یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا۔ ہمارے زمانہ میں صاحبزادہ عبداللطیف صاحب ایسے ہی تھے۔ گو بعد میں وہ صحابی بن گئے۔ مگر جب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کی اطلاع پہنچی۔ تو انھوں نے سنتے ہی کہا۔ میں ایمان لاتا ہوں۔ بعد میں انھوں نے تحقیقات بھی کی۔ مگر جب پتہ لگا۔ فوراً ایمان لے آئے۔

غرض ایسے لوگ ہر نبی کے زمانہ میں ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض نبی کے پاس آ بھی جاتے ہیں۔ اور کلام بھی سُن لیتے ہیں۔ جو صحابی بن جاتے ہیں۔ مثلاً سلمان فارسی نہ آجاتے۔ اور اپنی جگہ پر ہی رہتے تو وہ بھی ایسے ہی ہوتے۔ جیسے یہ جنّات ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ لکھا ہے۔ سلمان فارسی چونکہ پیشگوئیوں سے واقف تھے اور جانتے تھے۔ کہ یہ مصلح کے مبعوث ہونے کا زمانہ ہے۔ اس لئے تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ کچھ عرصہ وہ عیسائیوں میں رہے۔ وہاں سے انہیں پتہ لگا۔ کہ عرب میں ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے۔ وہ وہاں پہنچے۔ اور جا کر ایمان لے آئے۔ مگر جن لوگوں کا یہاں ذکر ہے۔ وہ جنّات ہی رہے۔ وہ آئے۔ انھوں نے کلام سُنا۔ اور ایمان لے آئے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ ملے۔ اور یونہی واپس چلے گئے ؂

**یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ**

اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ کلام ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ وہ تو قلب پر سحر کر دیتا ہے۔ اسے سُنتے ہی ہدایت کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ انھوں نے کہا۔ جب ہم نے کلام سُنا۔ وہیں ایمان لے آئے ؂

**وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ**

اور ہم آج کے دن سے کہ یہ کلام سنا ہے کبھی کسی کو خدا کا شریک نہ بنائیں گے ؂

**وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ**

اور ہمارا رب بڑی عظمت والا بڑے جلال والا۔ بڑے غلبہ والا اور بڑی حکمت والا ہے اب ہم یہ سمجھ گئے ہیں۔ کہ نہ اس نے اپنی کوئی بیوی بنائی ہے۔ اور نہ بیٹا ؂

یہ بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہیں۔ کہ آپ کا کلام دوسری قوموں تک بھی جاتا تھا۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والے تھے۔ اور انہیں اپنے غلط اعتقاد کے رو سے خدا کا بیٹا سمجھتے تھے۔ اسی لئے کہہ رہے ہیں۔ کہ اب ہمیں معلوم ہوا ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔ اگر یہ ایسے جنّ تھے۔ جن کی ہستی انسانوں سے علیحدہ ہے۔ تو حضرت مسیحؑ پر ایمان کس طرح لائے۔ حضرت مسیحؑ کو تو یہ اجازت نہ تھی۔ کہ اپنی قوم کے سوا کسی اور کو اپنا معتقد بنائیں چنانچہ جب ایک کنعانی عورت نے ان سے کہا :۔ ”اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر“۔ تو ”اس نے جواب میں کہا۔ کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا“۔ پھر ”اس نے آکر اسے سجدہ کیا۔ اور کہا اے خداوند! میری مدد کر“۔ تو حضرت مسیح نے جواب میں کہا ”لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں“ (متی ۱۵/۲۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنی ایک ہمسایہ قوم کو بھی اپنا مخاطب نہ سمجھا۔ پھر جنّوں کو کس طرح اپنا معتقد بنا سکتے تھے بات یہ ہے کہ جن کا ان آیات میں ذکر ہے۔ وہ انسانوں سے علیحدہ جنّ نہ تھے۔ بلکہ انسان ہی تھے۔ جو یہود سے عیسائی ہوئے تھے اور ان میں قومی فخر باقی تھا۔ وہ اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے اعلیٰ اور علیحدہ سمجھتے تھے انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد اپنے اس پہلے عقیدہ سے توبہ کی کہ خدا کا بیٹا اور بیوی ہیں ؂

**وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ**

اور انھوں نے کہا ہم خوب سمجھ گئے ہیں۔ کہ ہم میں سے [illegible] لوگ خدا پر [illegible] ہیں [illegible]

اور بیٹا ہے۔ اب ہمیں پتہ لگا ہے۔ یہ بالکل جھوٹ اور [illegible]

**وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُ[illegible] الْاِنْسُ وَالْجِ[illegible]**

تو کہتے ہیں۔ ہمارے علماء اس کے خلاف کہتے ہیں۔ کیا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فطرت میں حسن ظنی رکھی ہے۔ اگرچہ بہت سے انسان کئی وجوہات سے بدظنی کی طرف طبیعت کو لے جاتے ہیں تاہم حسن ظنی کی طرف بھی طبیعت مائل رہتی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں۔ علماء جھوٹ نہیں کہتے۔ یہی خیال ان کا بھی تھا۔ مگر جب ان پر حق ظاہر ہو گیا۔ تو انھوں نے کہا ہم سمجھ گئے ہیں۔ کہ ہم وہم میں مبتلا تھے۔ بات یہ تھی کہ ہمیں اپنے مولویوں اور علماء پر بڑا اعتبار تھا۔ کہ وہ کہاں جھوٹ بول سکتے ہیں ❊

وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝

پھر ہم یہ بھی سمجھ گئے ہیں کہ دوسری قومیں چونکہ ہمارے علماء کا ادب و احترام کرتی تھیں۔ ان سے باتیں دریافت کرتی تھیں (چونکہ ان میں کلام الٰہی پایا جاتا تھا۔ اس لئے مشرکین بھی ان سے مسائل پوچھتے۔ اور مشورہ لیا کرتے تھے) اس وجہ سے ان کو تکبر پیدا ہو گیا تھا۔ کئی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی کئی باتوں میں یہود اور عیسائیوں سے مشرک مشورہ لیا کرتے تھے اور پوچھتے تھے۔ فلاں امر میں کیا کریں ❊

پس اس آیت کے وہ معنے نہیں۔ جو مفسرین کرتے ہیں۔ کہ فلاں جنّ کی پناہ میں گئے۔ بلکہ یہ ہیں۔ ان لوگوں سے مسائل پوچھتے تھے۔ اس سے ان کے دماغ پھر گئے۔ اور وہ سمجھنے لگ گئے۔ کہ ہمارا دوسرے لوگوں سے بڑا درجہ ہے اور ہم ان سے علیحدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دوسرے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور پھر وہ لگے دین میں باتیں بنانے ❊

وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝

اور انھوں نے یہ بھی خیال کر لیا۔ جس طرح تم نے کیا کہ اب خدا کسی کو مبعوث نہ کریگا۔

فرمایا:۔ جس طرح ان کا خیال تھا۔ کہ سارے کمال مسیح پر ختم ہو گئے۔ اسی طرح تم کہتے ہو۔ کہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب خدا کسی کو مبعوث نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں نے یہود اور عیسائیوں سے ملکر ان سے اس قسم کے خیالات اخذ کر لئے تھے ورنہ وہ تو نبوت کے قائل ہی نہ تھے۔ مشرک تھے۔ مگر وہ یہ کہنے لگے۔ کہ اب کوئی نبی نہیں ہو [illegible] ❊

## [illegible]سورۃ الجنّ بقیہ رکوع اوّل

([illegible] اپریل ۱۹۲۸ء)

وہ جنّات کہتے ہیں۔ ہم نے آسمان کو دیکھا [illegible] [illegible] کیا ہے ❊ [illegible] کے معنی یوں تو

[illegible] چھونے کے ہیں۔ مگر آسمانی اُمور پر غور کرنے اور رصد گاہوں میں بیٹھکر ستاروں پر غور کرنے کے متعلق بھی لمس کا محاورہ استعمال کیا جاتا ہے ❊

وہ کہتے ہیں:۔ وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ یعنی ہم نے آسمانی امور کی جستجو کی ہے۔ اور ہم نے ان کو مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا پایا ہے ہم نے معلوم کیا ہے۔ کہ آسمان ایسے چوکیداروں سے جو سخت ہیں۔ اور ایسے شعلوں سے جو جلا دینے والے ہیں۔ بھرا ہوا ہے ❊

یہ چوکیدار اور یہ شعلے جن کا یہاں ذکر ہے۔ ان سے یہ مراد نہیں۔ کہ یہ کوئی خاص چیزیں تھیں۔ کیونکہ لَمَسْنَا السَّمَآءَ کے یہ معنے تو ہو نہیں سکتے۔ کہ یہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ انھوں نے تلاش شروع کی تھی۔ کہ آسمان پر کیا کچھ رکھا ہے۔ اور جب انھوں نے جستجو کی۔ تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ وہاں سے پتھر برستے اور شعلے گرتے ہیں۔ ایمان لانے والوں نے ایسا کرنا ہی کیوں تھا۔ اور پھر ان پر شعلے کیوں پڑتے تھے ❊

دراصل وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے یونہی اس نبی کو قبول نہیں کر لیا۔ بلکہ بڑے غور اور تحقیق کے بعد قبول کیا ہے۔ ہم نے آسمانی باتوں پر غور کیا۔ اور معلوم کیا۔ کہ جو جھوٹی باتیں خدا کی طرف منسوب کر کے بیان کرے۔ اسپر خدا کی طرف سے شہب گرتے ہیں۔ یہ ممکن نہ تھا۔ کہ یہ شخص جسے ہم نے خدا کا نبی مانا ہے۔ جھوٹا دعویٰ کرے۔ اور اسپر شہب نہ گرتے۔ اور اسے تباہ نہ کر دیتے۔ پھر جب ہم نے دیکھا۔ کہ یہ محفوظ ہے۔ تو ہم نے اسے سچا یقین کر کے قبول کر لیا کیونکہ آسمانی وحی کے ساتھ حرس شدید ہوتے ہیں۔ جو اس کی اور حامل وحی کی حفاظت کرتے ہیں ❊

یہ وہی بات ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متعلق اور ہم آپ کے متعلق پیش کرتے ہیں۔ کہ اگر آپ کا دعویٰ جھوٹا ہوتا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ خدا نے آپ کو گرفت نہ کی۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر یہ انسان جھوٹا ہوتا۔ تو وہ خدا جس نے آسمانی امور کے متعلق چوکیدار اور شہب مقرر کئے ہوئے ہیں۔ وہ ضرور اسے پکڑتا۔ مگر اس نے نہیں پکڑا۔ اس لئے ہم نے سمجھ لیا۔ کہ یہ سچا ہے۔

ہر نبی کے لئے حرس۔ اور شہب مقرر ہوتے ہیں۔ جو نبی کی مخالفت کرنیوالوں پر گرتے ہیں۔ اور ماننے والوں کے لئے صداقت۔ کا نشان ہوتے ہیں۔ وہ ایمان میں ترقی کرتے ہیں۔ یہ نبی کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہوتی ہے۔ کہ جو اس کے مخالف ہوتے ہیں۔ ان کے لئے تو پہرہ دار موجب ہلاکت ہوتے ہیں۔ مگر ماننے والوں کی امداد کرتے ہیں۔ اسی طرح شہب مخالفین پر آگ ہوتی ہے۔ مگر نبی کے لئے آگ ہوتی ہے۔ یعنی اس کی تائید کرتی ہے ❊

پس انھوں نے کہا۔ ہم نے دیکھا یہ سچا نبی ہے۔ کیونکہ کامیاب ہو رہا ہے ورنہ اگر جھوٹا ہوتا۔ تو اسپر شہب گرتے۔ کیونکہ جھوٹوں پر شہب گرتے ہیں اگر یہ بھی جھوٹا ہوتا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ اسپر نہ گرے۔ اور یہ کامیاب ہو گیا ❊

وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ

وہ کہتے ہیں۔ دوسری بات ہم نے یہ دیکھی۔ کہ اس سے پہلے کچھ لوگ اخبار غیبیہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے اور اس قسم کی کوششیں کر کے اپنی طرف سے غیب کی خبریں بیان کیا کرتے تھے مگر اب ایسے لوگ نہیں ملتے۔ کیونکہ ان کو پتہ لگ گیا ہے۔ کہ اب ان کا پول کھل جائیگا۔